رجسٹرڈ نمبر ای۔ پی ۶۷

REGD NO E.P.67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

هفت روزه

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

جلد ۷ | ۱۳ امان ۱۳۳۷ ھش - ۲۰ شعبان ۱۳۷۷ ھ - ۱۳ مارچ ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۰

گوردوارہ بوہڑی صاحب کی تعمیر کیلئے جماعت احمدیہ کی طرف سے

دو ہزار اینٹوں کی پیشکش!

قادیان مورخہ ۶ مارچ - بوہڑی صاحب جو قادیان سے بطرف مشرق دو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے کی جگہ پر تمام سکھوں نے آٹھ نو روزہ مذہبی اجتماع میں آج آخری دیوان لگایا منتظمین کی خواہش پر جماعت کے دیگر دوستوں کے علاوہ

جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ قادیان۔

جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم وتربیت قادیان

جناب مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ قادیان

جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے بھی شامل ہوئے۔

منتظمین کی درخواست پر جماعت کی طرف سے رسہ کشی اور والی بال کی ٹیموں کا بھی انتظام کیا گیا۔ مگر قلت وقت کے باعث صرف کبڈی کی دیہاتی ٹیمیں کھیل سکیں۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے دیوان کے پندرہ ہزار حاضرین کو خطاب کیا جس میں آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان اور جماعت احمدیہ کی رواداری اور پُر امن تعلیم پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پٹنہ صاحب کے گوردوارہ کی مرمت پنجہ صاحب کے گوردوارہ کی مرمت کے لئے -/۵۰۰، -/۵۰۰ روپیہ سکھوں کو ادا کیا گیا۔ جن دنوں نواکھلی میں ہندوؤں پر ظلم ہوا۔ اور مہاتما گاندھی مظلوموں کی امداد کے لئے نواکھلی میں دورہ پر گئے۔ تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے بذریعہ تار پانچ ہزار روپیہ مہاتما گاندھی کو مظلوم ہندوؤں کی امداد کے لئے بھجوایا۔ اسی طرح قادیان اور اردگرد کے بہت سے دیہات میں جماعت احمدیہ نے امدادی رقوم گوردواروں کے لئے ادا کیں۔ اور تقسیم ملک کے وقت جہاں دوسری قوموں کے افراد نے فسادات میں حصہ لے کر قتل وغارت اور لوٹ کھسوٹ میں اپنے ہاتھ رنگے احمدیہ جماعت نے عملی نمونہ سے اپنی ہمدردی اور بلند پایہ اخلاق کا ثبوت دیا۔ اور ایسا کوئی ایک واقعہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا۔ جس میں کسی احمدی نے کبھی غیر پر ظلم وزیادتی کی ہو۔ خطاب جاری رکھتے ہوئے محترم امیر صاحب نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی امتیازی شان کا ذکر فرمایا۔ اور کہا بے شک بعض ایسے مغل بھی تھے۔ جن کا ذکر ابھی گیانی صاحب نے کیا ہے۔ اور وہ اپنی زیادتی کی وجہ سے بدنام تھے۔ لیکن قادیان میں بھی ایک عظیم الشان مغل پیدا ہوا۔ جس نے محبت۔ پیار۔ رواداری۔ بلند اخلاق اور مروت سے اپنے ماحول کو بھر دیا۔ اور قادیان کے اسی مغل کے طفیل آج احمدیہ جماعت اعلیٰ اخلاق اور رواداری کی تعلیم تمام دنیا میں پھیلا رہی ہے۔

اپنی تقریر کے آخر میں محترم مولوی صاحب نے گوردوارہ بوہڑی صاحب کی تعمیر کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے دو ہزار اینٹوں کی پیشکش کی۔ جس کو منتظمین نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ اور جتھیدار گیانی ہزارہ سنگھ صاحب آف ترن تارن نے خاص طور پر احمدیہ جماعت کے حسن سلوک اور اس تازہ پیشکش کے متعلق مسرت کا اظہار کیا۔

اس تقریب کے آخر میں سردار پریتم سنگھ صاحب کھجانچیہ قادیان نے اپنی مختصر تقریر میں علاوہ دیگر باتوں کے جماعت احمدیہ کی رواداری۔ نیک سیرتی اور بلند اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ ابھی چند دن پیشتر احمدیہ جماعت قادیان کے گوردواروں میں بڑی بڑی رقوم ادا کر چکی ہے۔ اور اس سے قبل بھی کرتی رہی ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ گوردوارہ بوہڑی صاحب کے لئے بھی جماعت کی طرف سے دو ہزار اینٹوں کی پیشکش کی گئی ہے۔ ہم احمدیہ جماعت کے ایسے حسن سلوک اور نیک جذبات کی دل سے قدر کرتے اور ان کے شکر گذار ہیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ناصر آباد (سندھ) میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

احباب اپنے محبوب امام کی صحت وسلامتی۔ درازیٔ عمر اور سفر سے بخیریت واپسی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

کوئیکٹ (جنوبی ہند) ۸ مارچ محترم مولانا عبد اللہ صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ "تبلیغی وفد جنوبی ہند کا کیرالہ میں دورہ بخیروخوبی ختم ہوگیا۔ گیارہ مقامات پر کامیاب جلسے منعقد ہوئے۔ مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے آلاوائی میں ایک نئی مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اب یہ وفد مدراس کے لئے روانہ ہو رہا ہے"۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس دورہ کو موجب برکات بنائے اور اس علاقہ کے افراد کو آسمانی آواز کے قبول کرنے کی [illegible]

احمدیہ مسلم مشن سیلون کے متعلق

گورنمنٹ سیلون کا مستحسن اقدام

(از جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان)

احمدیہ مسلم مشن سیلون کے متعلق یہ اطلاع ملنے پر کہ وہاں جماعت احمدیہ کے ایک مخالف گروہ نے حکومت کے افسران سے مل کر اور ان کے اثر ورسوخ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر سیلون میں مقیم ہمارے مبلغ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر کے لئے پریشانی پیدا کی۔ جماعت کے خلاف عام جلسوں۔ جلوسوں کے علاوہ ان مخالفین نے سیلون ریڈیو سے بھی جماعت کے خلاف پروپیگنڈا کرایا جس کی وجہ سے سیلون میں جماعت کے خلاف مخالفت کا طوفان امنڈ پڑا۔ نظارت ہذا میں اطلاع موصول ہونے پر [illegible] بطور پر انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ منسٹری کو مناسب کارروائی کے لئے لکھا گیا۔ وہاں سے مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا ہے۔ جس پر ہم سیلون گورنمنٹ کے بے حد ممنون ہیں۔

بخدمت جناب برکات احمد صاحب راجیکی۔ جماعت احمدیہ قادیان۔
مشرقی پنجاب۔

جناب عالی آپ کی چٹھی مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۵۷ء موصول ہوئی۔ جو آپ نے آنریبل وزیر صاحب محکمہ براڈ کاسٹنگ اطلاعات کی خدمت میں بھجوائی ہے۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کو مطلع کروں کہ اس تعلق میں مندرجہ ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

۱۔ افسر متعلقہ کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔

۲۔ ڈائرکٹر جنرل براڈ کاسٹنگ کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اس قسم کی بات دوبارہ نہ ہونے پائے۔

۳۔ ڈائرکٹر جنرل براڈ کاسٹنگ قبل ازیں سیکرٹری صاحب سیلون، احمدیہ مسلم مشن کی خدمت میں معذرت نامہ بھجوا چکے ہیں کہ افسوس ہے کہ سیلون ریڈیو سے ایسی بات نشر ہوئی ہے۔ جس سے آپ کو صدمہ پہنچا ہے۔

آپ کا مخلص

(دستخط) مستقل سیکرٹری

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے رہنما آرٹ پریس امرت سر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر ——— مورخہ ۱۳؍ مارچ ۱۹۵۸ء

"دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کے بعد حضور کی وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح کے طور پر منتخب کیا اور سب نے آپ کی اطاعت کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت گردانا۔ جب آپ کا مبارک زمانہ گزر گیا اور ۱۳؍ مارچ ۱۹۱۴ء کو آپ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچے۔ تو اگلے روز یعنی ۱۴؍ مارچ ۱۹۱۴ء کو قادیان میں حاضر الوقت جماعت نے سیدنا حضرت محمود ایدہ الودود کو خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر منتخب کیا۔ جماعت کا یہ انتخاب جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق تھا۔ وہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت کو بھی پورا کرنے والا تھا۔ مگر افسوس کہ جماعت کی طرف نسبت رکھنے والے بعض افراد جو بعض ذاتی اغراض و مصالح کی بناء پر حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں خاموش رہے۔ اس بزرگ ہستی کا سایہ سروں سے جدا ہوتے ہی کھُل کھیلے اور نہ صرف برحق خلیفہ کی بیعت سے سرتابی کے مرتکب ہوئے۔ بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سرے سے خلافت ہی کے منکر ہو بیٹھے۔ حتیٰ کہ منکرین خلافت کی یہ پارٹی جماعت کے دائمی مرکز قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلی گئی۔ اور اُسی جگہ وابستگانِ خلافت کی جلد ناکامی کی خواہیں دیکھنے لگی۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے پاک مسیح کی دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور اُس کے موعود خلیفہ کا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھا۔ اور ہر موقعہ پر خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید شامل حال رہی۔ چنانچہ اس مبارک عہد کو آج چوالیس سال پورے ہوتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں جماعت نے جو غیر معمولی بین الاقوامی پوزیشن حاصل کی ہے۔ اور ایک عالمگیر پروگرام کے ماتحت جو بہترین خدمت و اشاعت دین کے کام سرانجام دے رہی ہے۔ وہ اسی عظیم الشان نعمت یعنی خلافت کی برکت ہے باوجودیکہ فریقین کے لئے ترقی کرنے اور بڑھنے کے مواقع برابر تھے۔ بلکہ ظاہراً طور پر منکرین خلافت کی پوزیشن زیادہ مضبوط تھی مگر اس چوالیس سالہ زمانہ میں فریقین کی عملی جد و جہد اور اس کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔ اور یہ نتیجہ تک پہنچنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل الہام فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے:-

"خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہو گا پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔
(تذکرہ ایڈیشن دوم صفحہ ۶۴۸)

اس کے مطابق جب جماعت مبائعین کی وسعت اور اُس کی ہر میدان میں ترقی کو دیکھا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی معیت اور نصرت اُس مبارک وجود کے شامل حال نظر آتی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشینی اور برحق خلافت کا فخر حاصل ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام ہوا لیکن استحکام خلافت کا کام یقینی طور پر خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ کر دکھایا جبکہ منکرین خلافت آپ کے مقابل پر میدان میں لپسپا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت نے آپ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ منکرین خلافت نے احمدیت کی حقیقی شان کو نہ سمجھتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو کم کرنے کی کوشش کی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اُنہیں اس میں بھی نامراد رکھا۔ اور جماعت کی اکثریت کو اللہ تعالےٰ نے اس فتنہ سے بچا لیا۔ اور اُنہیں حضور کے اصل مقام کو پہچاننے کی نہ صرف توفیق ملی۔ بلکہ بموجب ارشاد نبوی "الامام جنۃ یقاتل من ورائہ"۔

خلافت سے وابستگی کی صورت میں اُنہیں خدمت و اشاعت دین کی بھی غیر معمولی سعادت حاصل ہوئی جس کے متعلق اپنے اور بیگانے اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زیر ہدایت بیرونی ممالک میں کام کرنے والے سینکڑوں مبلغین کی شب و روز محنت کے نتیجہ میں جہاں آج جماعت احمدیہ ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل کر چکی ہے۔ وہاں اُسے خدمت و اشاعت دین کے سلسلہ میں قرآن کریم کا متعدد غیر زبانوں میں صحیح ترجمہ کرنے اور ان ممالک میں کلام الٰہی کے پھیلانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ ایسی چیز نہیں جسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء میں اسلام کے امن و سلامتی کے پیغام کو یورپ و امریکہ میں صحیح رنگ میں پہنچانے کے لئے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں ایک احسن تجویز فرمائی جس کے متعلق ابتداء میں فرمایا:-

"میں نے دریافت کیا ہے کہ تین ہزار کے قریب حالی کے زمانہ نے وہ مخالفانہ باتیں پیدا کی ہیں جو اسلام کی نسبت بصورت اعتراض سمجھی گئی ہیں۔ حالانکہ اگر مسلمانوں کی لاپرواہی کوئی بدنتیجہ پیدا نہ کرے تو ان اعتراضات کا پیدا ہونا اسلام کے لئے کچھ خوف کا مقام نہیں بلکہ ضرور تھا کہ وہ پیدا ہوتے تا اسلام اپنے ہر پہلو سے چمکتا ہوا نظر آتا لیکن ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے۔ جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو۔ جس کے معلومات کو خدا تعالےٰ کے الہامی فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا کام ان لوگوں سے کب ہو سکتا ہے۔ جن کی سماعی طور پر بھی نظر محیط نہیں۔ اور ایسے مخبر اگر یورپ اور امریکہ میں جائیں تو کس کام کو انجام دیں گے اور مشکلات پیش کردہ کا کیا حل کریں گے"۔

اس کے بعد حضور نے وہ احسن تجویز بایں الفاظ پیش فرمائی:-

"سو میری صلاح یہ ہے۔ کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہو گا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے"۔
(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۷۷۲ و ۷۷۳)

اگرچہ غیر مبائعین کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن کو بڑے فخر سے پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ترجمہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل منشاء قطعاً پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس ترجمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو چھپانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ آپ کے وجود کو پیش کرنے کے بغیر اسلام کی صحیح اور زندہ تصویر کو اس زمانہ میں پیش کیا جانا بے معنے ہے۔ اس کے برعکس خدا کے فضل سے وابستگان خلافت ہی حضور کے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح ناصری کے قول کے مطابق کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بیشمار کارنامے زندہ ثبوت ہیں اس بات کے کہ آپ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے جانشین ہیں۔ اور آپ ہی کو خدا تعالےٰ کی وہ معیت حاصل ہے۔ جسے بطور امتیازی علامت کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورۃ الصدر الہام میں بیان کیا گیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے فرزند ارجمند کے حق میں کی گئی تمنائیں بھی قبول فرمائیں کہ

"دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا"

اب جبکہ یہ مبارک وجود اپنی بامراد خلافت کے چوالیس پورے کر چکا ہے اور ۱۴؍ مارچ کو اس کا مبارک قدم پینتالیسویں سالی کی طرف بڑھ رہا ہے جماعت مبائعین کا ایک ایک فرد دل اس دعا پر آمین آمین کی صدائیں بلند کر رہا ہے اللہ تعالےٰ اس مقدس سایہ کو جماعت کے سروں پر تا دیر سلامت رکھے [illegible] آمین!! اللّٰھم متعنا بطول حیاتہ وارزقنا طاعتہ [illegible] آمین!

"یوم مسیح موعود"

بتاریخ ۳۰؍ مارچ

جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظوری سے امسال "یوم مسیح موعود" ۳۰؍ مارچ (بروز اتوار) کو ہو گا۔ واضح ہو کہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کی رو سے یہ امر ثابت ہے کہ سب سے پہلی بیعت جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ کے مقام پر لی تھی۔ وہ مارچ ۱۸۸۹ء کے آخری عشرہ میں ۲۳؍ مارچ کو لی گئی تھی۔ اور جماعت احمدیہ کا قیام معرض وجود میں آیا تھا۔ اس مبارک موقعہ کی یاد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات و معجزات نیز آپ کے احسانات اور تعلیمات کے تذکرہ کے لئے تقریب منانا مناسب ہے اس بارہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے استصواب کیا گیا۔ تو حضور نے اس کی اجازت فرمائی۔ جماعتوں کے امراء۔ صدر صاحبان اور عہدہ داران کو چاہیئے کہ اس دن کی اہمیت کے پیش نظر اس تقریب کو عملی جامہ پہنائیں اور رپورٹیں بھی بھجوائیں۔

نوٹ:- اعلان میں تاخیر کے باعث امسال ۲۳؍ مارچ کو "یوم مسیح موعود" کی تقریب منائی جا رہی ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

خطبۂ جمعہ

ہماری جماعت کے ہر فرد کو یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ دین کی خاطر کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریگا

ہر احمدی کے دل سے یہ دعا نکلنی چاہیئے کہ اے خدا تو اپنی مدد بھیج

تا ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ لیں کہ اسلام دنیا پر غالب آ گیا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ رفروری ۱۹۵۸ء بمقام کراچی

تشہد و سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اس دفعہ ۱۹۵۷ء کے آخر میں

میری طبیعت

خراب ہونی شروع ہوئی تھی۔ مگر پھر جلسہ کے وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہو گئی اس کے بعد پھر خراب ہونی شروع ہو گئی میں تو اسے گاؤٹ کا اثر ہی سمجھتا رہا۔ مگر ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ یہ تکلیف گاؤٹ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ تبدیلی موسم کی وجہ سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیونکہ جلدی جلدی موسم تبدیل ہوا ہے۔ اور سردی زیادہ شدید پڑی ہے۔ اس لئے آپ کو یہ تکلیف ہوئی ہے۔ اب یہاں کے ڈاکٹروں کا مشورہ لینے کے لئے ہم اس جگہ آئے ہیں مجھے پچھلے دنوں یہ بھی وہم ہونا شروع ہو گیا کہ مجھ پر فالج کا حملہ بڑھ رہا ہے۔ یا دوبارہ فالج ہو گیا ہے۔ مگر ڈاکٹروں سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہماری طب میں یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ فالج کا حملہ زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوبارہ حملہ کے لئے بیہوشی ہونی ضروری ہوتی ہے۔ جیسے پہلے یکدم کچھ بیہوشی ہوئی۔ اور پھر فالج کا حملہ ہو گیا۔ پس انہوں نے کہا کہ آپ کو فالج کا دوبارہ دورہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ کو بیہوشی نہیں ہوئی۔ اور فالج کے حملہ میں زیادتی طبی اصول کے خلاف ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کو ضعف ہو گیا ہو۔ یا اعصابی کمزوری کی وجہ سے کوئی شکایت پیدا ہوئی ہو۔ مگر یہ کہ فالج کا حملہ آپ ہی آپ بڑھتا چلا جائے۔

یہ طبّی اصول کے خلاف ہے

ہے۔ اور دوبارہ حملہ کے لئے پہلے بیہوشی ضروری ہوتی ہے۔ بہرحال اگر ان کی یہ رائے درست ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ ایک غیر معمولی سال گزر رہا ہے۔ جس میں بڑی سخت سردی آئی پچھلے سال جب ہم جابہ گئے ہیں۔ تو وہاں بہت سردی تھی۔ ربوہ میں آئے تو وہاں بھی سردی تھی جلسہ کے قریب کچھ سردی کم ہوئی۔ تو بدن میں طاقت آنی شروع ہو گئی۔ خدا تعالیٰ کی قدرت ہے۔ قادیان میں بھی ۲۲-۲۳ دسمبر کو شاید لوگوں کے اژدھام کی وجہ سے گرمی سی آ جاتی تھی اور ربوہ تو یوں بھی گرم مقام ہے۔ بہرحال اس گرمی کا فائدہ ہوا۔ اور مجھے تقریروں کی توفیق مل گئی۔ آج میں جماعت کو

اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں

کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں مختلف انبیاء گزرے ہیں۔ جن کو خدا تعالےٰ نے اپنے اپنے وقت میں ہدایتیں بخشیں اور انہوں نے خدا تعالےٰ کا نام پھیلانے اور اس کے دین کی خدمت کرنے کے لئے بڑی جدوجہد کی۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اولٰئک الذین ھدی اللّٰہ فبھدٰھم اقتدہ (سورۃ انعام ع ۱۰) یعنے یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے ہدایت دی۔ پس اے محمد رسول اللہ جس طرز پر یہ لوگ چلے ہیں اسی طرز پر تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بھی چلنا چاہیئے اب یہ صاف بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی گذرے ہیں۔ یا جن کا یہاں ذکر آتا ہے۔ جن میں حضرت ابراہیمؑ کا نام بھی آیا ہے حضرت اسحٰقؑ کا بھی آیا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کا بھی نام آیا ہے۔ حضرت داؤدؑ کا بھی نام آیا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا بھی نام آیا ہے حضرت ایوبؑ کا بھی نام آیا ہے۔ حضرت یوسفؑ کا بھی نام آیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا بھی نام آیا ہے۔ حضرت ہارونؑ کا بھی نام آیا ہے۔ اسی طرح ذکریاؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسیٰؑ الیاسؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ یسعیاہؑ۔ یونسؑ اور لوطؑ کا بھی نام آیا ہے۔ ان تمام کی زندگیوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی

خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت

میں لگا دی تھی۔ اور پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم دیا گیا کہ فبھدٰھم اقتدہ تو بھی ان نبیوں کے طریق پر چل۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شروع دعوئے نبوت سے لے کر ۲۳ سال تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی ذاتی کام نہیں کیا۔ صرف دین کی خدمت کرتے رہے اور اسلام کے پھیلانے میں دن رات لگے رہے۔ اور اسی حالت میں فوت ہو گئے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے دل میں دین کی خدمت اور اس کی اشاعت کا اس قدر شوق تھا کہ مرض الموت میں آپ نے ایک دن فرمایا کہ میرے اور مسجد کے درمیان جو یہ پردہ حائل ہے اسے ہٹا دو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ جب یہ پردہ ہٹایا گیا۔ اور صحابہؓ جو نماز کے لئے جمع تھے۔ انہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ شوق کے مارے دیوانے ہو گئے۔ اور انہوں بے تحاشہ اپنی خوشی کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت چونکہ زیادہ ناساز تھی۔ اسلئے آپ نے فرمایا اب پردہ گرا دو۔ اور باہر کہلا بھیجا کہ میرا دل تو چاہتا تھا کہ آؤں مگر میں کمزوری کی وجہ سے نہیں آ سکتا۔ میری جگہ ابوبکرؓ نماز پڑھا دیں۔

غرض یہ ایک قرآنی ہدایت ہے جس کو

ہمیشہ مدنظر رکھنا ضروری ہے

اور ہمارا بھی فرض ہے کہ دنیا میں جتنے انبیاء گذرے ہیں جن میں خصوصیت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں ان کے نمونہ کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہم اسلام کی خدمت بجا لائیں۔ . . . .

. . . . جیسا کہ اللہ تعالےٰ ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ان الدین عند اللّٰہ الاسلام (آل عمران ع ۲) یعنی اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس وقت صرف اسلام ہی حقیقی دین ہے۔ پس قرآن کے نزول کے بعد اب سوائے اسلام کے اور کوئی دین نہیں رہا۔ اگر عیسیٰؑ کے پیرو عیسیٰؑ کے پیچھے چلتے ہیں تو ہمارے لئے یہ حکم نہیں کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کریں۔ یا یہودیت کو پھیلانے کی کوشش کریں۔ بلکہ ہمارے لئے یہی حکم ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلیں اور آپ کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے اپنی جانیں تک لڑا دیں۔

حقیقت یہ ہے

کہ اس وقت اسلام کی ویسی ہی نازک حالت ہے، جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک فارسی قصیدہ میں فرمایا کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

جیسے کربلا کے وقت ہوا تھا کہ یزید کی فوجیں غالب آ رہی تھیں اور امام حسینؓ کا لڑکا زین العابدین بیمار پڑا ہوا تھا۔ اور دین کی مدد کیلئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے چاہا بھی کہ اپنی بیماری میں اٹھ کر کربلا کے میدان میں حضرت امام حسینؓ کی مدد کریں۔ مگر امام حسینؓ نے کہا میرے بیٹے کو سنبھالو۔ اس کو اٹھنے نہ دو چنانچہ اُن کی پھوپھی زینبؓ آئیں۔ اور انہوں نے کہا کہ صبر سے کام لے تیرے باپ کا یہی حکم ہے۔ کہ تجھے لٹا دیا جائے۔ اُٹھنے نہ دیا جائے۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یعنی جس طرح

کربلا کے میدان میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے صرف ستر آدمی تھے اور باقی سینکڑوں ہزاروں سپاہیوں کی رجمنٹیں ایک مشہور جرنیل کے ماتحت یزید کی طرف سے ان کو گھیرے ہوئے تھیں اسی طرح آجکل اسلام کی حالت ہے کہ چاروں طرف سے یزیدی فوجوں کی طرح لوگ اس پر چڑھتے آتے ہیں اور اسلام کی حالت ایسی ہی ہے جیسے زین العابدین بیماری میں تڑپ رہے تھے۔ اور اپنے باپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ ہمارے روحانی باپ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے اس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں اگر ایمان ہوتا ہے تو وہ تڑپتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی روحانی باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں۔ لیکن وہ بیمار و بیکس ہیں یعنی ان میں طاقت نہیں کہ مقابلہ کر سکیں۔ نہ پیسہ ان کے پاس ہے۔ نہ پریس ان کے پاس ہے نہ فوجیں ان کے پاس ہیں نہ حکومتیں ان کے پاس ہیں۔ عیسائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گند اچھالتے ہیں۔ مگر ان کے پاس اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ جواب دے سکیں۔ اب ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ نے توفیق دی ہے کہ اس کے افراد یورپ اور امریکہ اور افریقہ اور انڈونیشیا وغیرہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ مگر

کام کی وسعت کے مقابلہ میں

ہماری جدوجہد ایسی ہی ہے جیسے کوئی چڑیا سمندر میں سے چونچ بھر کر پانی پیئے۔ عیسائیوں کی طاقت کے مقابلہ میں نہ ہمارے پاس کوئی طاقت ہے نہ آدمی اور ان کے مبلغوں کے مقابلہ میں ہمارے مبلغوں کی تعداد کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ رومن کیتھولک پادریوں کی تعداد ہی اٹھاون ہزار ہے۔ اور ہمارے مبلغ تین سو بھی نہیں۔ ایک دفعہ وکالت تبشیر نے مجھے رپورٹ پیش کی تھی۔ کہ مقامی جماعتوں کے مبلغ ملا کر ہمارے کل مبلغ دو سو ستر ہیں۔ اب بھی دو سو ستر مبلغ اور کجا اٹھاون ہزار مبلغ۔ اور ابھی یہ صرف رومن کیتھولک پادریوں کی تعداد ہے۔ اگر پروٹسٹنٹ

فرقہ کے پادریوں کو ملا لیا جائے۔ تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ ان مبلغوں کی تعداد بن جاتی ہے قرآن کریم نے ایک گر بتایا ہے کہ اگر مسلمانوں میں سچا ایمان پایا جائے۔ تو ایک مومن دس دشمن کا مقابلہ کر سکتا ہے (انفال ع ۹)

اس کے معنے یہ ہیں

اگر ان کے دس ہزار سات سو مبلغ ہوں تب تو انسانی طاقت کے لحاظ سے ہماری فتح کا امکان ہے۔ لیکن ہمارے ۲۰۰ مبلغوں کے مقابلہ میں ان کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ مبلغ ہیں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ ہمارے ایک مبلغ کے مقابلہ میں ان کے پانچ سو مبلغ کام کر رہے ہیں۔ پس بظاہر دنیوی نقطۂ نگاہ سے ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ گو صحابہ میں ہمیں عملاً اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ انہوں نے کئی کئی گنا لشکروں کا مقابلہ کیا اور دشمن پر فتح حاصل کی۔ جب رومیوں سے جنگ ہوئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے صرف ساٹھ آدمیوں کا ایک چھوٹا سا گروہ منتخب کیا اور ان ساٹھ آدمیوں نے ساٹھ ہزار کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

رومیوں پر حملہ

کرنے گئے تو آپ کے ساتھ صرف دس ہزار آدمی تھے اور رومی فوج کئی لاکھ تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ نہ کیا۔ دراصل جرہم قبیلہ کی شہ پر رومی مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ قبیلہ اصل میں عرب تھا۔ مگر رومی اثر کے نیچے عیسائی ہو گیا تھا پہلے تو انہوں نے قیصر کو انگیخت کی اور اسے حملہ کے لئے اکسایا مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور جب وہ پیچھے ہٹے تو رومی فوج بھی ڈر گئی۔ اور اس نے حملہ نہ کیا۔ غرض صحابہؓ کے زمانہ میں دو ہزار گنا لشکر کا بھی مسلمانوں نے مقابلہ کیا ہے مگر یہ مقابلہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ ہماری جماعت بہت قلیل ہے۔ اور ساری دنیا میں ہم نے اسلام پھیلانا ہے پس یہ کمی اس طرح پوری ہو سکتی ہے کہ

ہماری جماعت کا ہر فرد

دعاؤں میں لگا رہے اور ہر شخص اس بات کا عہد کرے کہ وہ دین کے لئے کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریگا اور اسلام کی اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیگا۔ میں نے اسی غرض کے لئے جماعت میں وقف جدید کی تحریک کی ہے اور اس وقت تک جو اطلاع آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین سو چوالیس دوست اپنے آپ کو وقف کر چکے ہیں۔ جن میں سے تیرہ معلم پہلے بھیجے جا چکے ہیں۔ اور سترہ اور واقفین کو قابل انتخاب قرار دیا جا چکا ہے جن کے متعلق مقامی جماعتوں سے رپورٹ لی جا رہی ہے۔ اور دفتر والوں نے مجھے لکھا ہے کہ ان کی رپورٹیں آنے کے بعد ان سترہ واقفین کے نام منظوری کے لئے پیش کئے جائیں گے

میں دیکھتا ہوں کہ

باوجود اس کے کہ ابھی اس کام کو شروع کئے چند دن ہی ہوئے ہیں جو دوست بھجوائے گئے ہیں ان کے کام کے خوشکن نتائج نکلنے شروع ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ان مراکز کو قائم ہوئے صرف چند دن ہوئے ہیں اور یہ اتنا تھوڑا عرصہ ہے جس میں کوئی نمایاں نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اصل نتیجہ اس وقت معلوم ہوگا جب چھ سات مہینے گزر جائیں گے۔ پس وہ لوگ تو اپنا کام کر رہے ہیں آپ لوگوں کو بھی سوچنا چاہیئے کہ ہم ان کی مدد کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

وقفِ جدید کے مالی مطالبہ میں

جماعت احمدیہ کراچی کے اڑھائی ہزار آدمیوں نے حصہ لیا ہے اور پندرہ ہزار روپیہ سالانہ کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن اگلے سال امید ہے کہ یہ چندہ اور بھی ترقی کرے گا۔ اس سال کچھ تو فصلیں خراب ہوئی ہیں۔ اور کچھ چندے بھی دوستوں کو زیادہ دینے پڑے ہیں۔ ممکن ہے اگلے سال کراچی کی جماعت اس سے بھی زیادہ توجہ کر سکے۔ اس سال بڑی مہنگائی رہی ہے اور فصلیں بھی خراب ہوئی ہیں جس کی وجہ سے گاؤں کی جماعتیں تو اقتصادی لحاظ سے بالکل کچلی گئی ہیں۔ پھر تعمیر صغیر کی وجہ سے بھی جماعت کے دوستوں کو بہت سی رقمیں دینی پڑیں اور کچھ چندوں کی کمی کی وجہ سے بجٹ کے متعلق جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ شاید وہ پورا نہ ہو سکے اس کو پورا کرنے کے لئے بھی جماعت کو کوشش کرنی پڑی۔ پس اس سال کی متواتر قربانیوں کی وجہ سے

آپ لوگوں کا کام قابلِ تحسین ہے

لیکن امید ہے کہ جب پچھلے بوجھ اتر جائیں گے اور اس عرصہ میں جماعت بھی ترقی کرے گی تو دوست وقف جدید میں بھی اس سال سے زیادہ حصہ لیں گے۔ تحریک جدید کے اس وقت تک بہت کم وعدے آئے ہیں۔ جب میں چلا تھا۔ تو میرے پاس رپورٹ آئی تھی کہ تحریک جدید کے پانچ لاکھ کے وعدے آئے ہیں اور یہ بہت کم ہیں۔ ان کا خرچ بارہ تیرہ لاکھ کا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ بھی پچھلے سال تیرہ لاکھ کا تھا۔ اگر ہماری جماعت کے زمینداروں کی آمد زیادہ ہو جائے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ تیرہ لاکھ سے بڑھکر سولہ سترہ لاکھ پر آ جائے۔ اس طرح تحریک جدید کا بجٹ ترقی کر جائے تو پھر امید ہے کہ ہمارے کام آسانی سے چلنے لگیں گے۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے ایک دفعہ اپنے اخبار میں لکھا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد جماعت احمدیہ پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جتنا بجٹ ان کا اب ہوتا ہے اتنا بجٹ ان کا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور یہ بالکل درست ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت جماعت کا سارا بجٹ تیس پینتیس ہزار کا تھا۔ مگر اب صرف صدر انجمن احمدیہ کا ہی پچھلے سال تیرہ لاکھ کا بجٹ تھا۔ اور اگر اس کے ساتھ تحریک جدید کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو ہمارا بجٹ پچیس چھبیس لاکھ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر مخالف بھی متاثر ہوتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ جماعت پہلے سے ترقی کر رہی ہے۔ اور جب وقف جدید مضبوط ہو گیا۔ جس کی وجہ سے لازماً چندے بھی بڑھیں گے۔ تو ممکن ہے اگلے سال تینوں انجمنوں کا بجٹ چالیس پچاس لاکھ تک پہنچ جائے۔ پس ان قربانیوں کی طرف

جماعت کے ہر فرد کو توجہ کرنی چاہیئے

اور ہر آدمی کو یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد جلد آئے۔ بیشک جہاں تک اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا سوال ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے گا۔ لیکن اگر اس مدد کے آنے میں کچھ دیر ہو جائے تو مومن کا قلب اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب مومن کہہ اٹھتے ہیں کہ متیٰ نصر اللہ یعنی انتظار کرتے کرتے ہماری آنکھیں تھک گئیں۔ اب اللہ کی مدد کب آئے گی فرماتا ہے الآ ان نصر اللہ قریب (بقرہ ع ۲۶) اللہ تعالیٰ کی نصرت آنے ہی والی ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ تم گھبرا جاتے ہو اور سمجھتے ہو کہ نہ معلوم اس کی مدد کب آئے گی۔ حالانکہ وہ تمہارے بالکل قریب پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ ان آیتوں کے نزول کے ایک دو سال بعد ہی مکہ فتح ہو گیا۔ اور سارے عرب پر اسلام غالب آ گیا۔ اب بھی ایسا ہی وقت ہے کہ ہر احمدی کے دل سے یہ آواز اٹھنی چاہیئے۔ کہ

متیٰ نصر اللہ

اے خدا تیری مدد کب آئے گی۔ ہم نے تیرے دین کی ترقی کے خواب اس وقت دیکھنے شروع کئے تھے جب یہ صدی شروع ہوئی تھی۔ اور اب تو یہ صدی بھی ختم ہونے والی ہے۔ مگر ابھی تک ہماری امیدیں بر نہیں آئیں اور کفر دنیا میں قائم ہے۔ اے خدا تو اپنی مدد بھیج تاکہ ہم اپنی زندگیوں میں ہی وہ دن دیکھ لیں کہ اسلام دنیا پر غالب آ جائے

. . . .

. . . .

. . . . اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں مسجدیں بن جائیں۔ اور اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کی آوازوں سے سارا یورپ اور امریکہ گونج اٹھے۔

اگر آپ لوگوں کے دلوں سے اس قسم کی آواز اٹھے تو آپ کو یقین رکھنا چاہیئے کہ آپ کے دل میں

ایمان کی چنگاری

پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن اگر یہ آواز نہ اٹھے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ لوگوں نے اپنے متعلق بدظنی نیک ظنی کی۔ آپ سمجھتے رہے کہ ہم مومن ہیں حالانکہ مومن نہیں تھے اسلام تو بہت بڑی چیز ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کے کسی بھائی کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اسے بھی ایسا ہی محسوس کرتا ہے۔ جیسے وہ تکلیف خود اسے پہنچی ہے۔ جب ایک مومن بھائی کی تکلیف کو بھی دوسرا شخص اپنی تکلیف سمجھتا ہے تو اگر اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ آپ پر غلاظت اچھالی جاتی ہے۔ اور تمہارے دل میں کوئی درد پیدا نہیں ہوتا تو

یہ ایمان کی کمی کی علامت ہے

بے شک جس بات کی ہمیں طاقت حاصل نہیں۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ ہم سے کوئی سوال نہیں کرے گا۔ لیکن ہمارے دلی جذبات کے متعلق تو وہ ہم سے سوال کر سکتا ہے۔ وہ کہے گا کہ اگر تمہارے دلوں میں سچا ایمان ہوتا تو تم ان مخالفتوں کو دیکھ کر کیوں نہ میری طرف جھکتے اور مجھ سے دعائیں کرتے اور چونکہ تم میری طرف نہیں جھکے اس لئے معلوم ہوا کہ جو تمہارا فرض تھا۔ وہ تم نے ادا نہیں کیا۔

(الفضل ۵۸-۹)

زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کو بڑھائیں اور پاکیزہ کریں

حضرت مصلح موعودؓ کے مقابل پر کھڑے ہونے والے منکرین خلافت کا عبرتناک انجام

—— (از مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد مولوی فاضل ربوہ) ——

۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء کو خلافت ثانیہ کے مبارک عہد پر ۴۴ سال پورے ہوتے ہیں اس عرصہ میں منکرین خلافت کی ناکام مخالفانہ کوششوں اور ہر قدم پر حضرت امام ہمام کے لئے خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید کا ذکر احباب جماعت کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔ (ادارہ)

روحانی سفارت خانہ

خلافت حقہ آسمانی حکومت کی سفارت کو کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس پوری کائنات کا شہنشاہ ہے۔ اور خلیفۂ وقت اس کا سفیر۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح کوئی مملکت اپنے سفیر کی تحقیر برداشت نہیں کرتی اور اسے موجودہ بین الاقوامی دستور کے مطابق براہ راست ملکی توہین سے تعبیر کیا جاتا ہے اسی طرح خالق کون و مکان کو خلافت کے کسی تاجدار کے بارہ میں خفیف سی انگشت نمائی بھی گوارا نہیں ہو سکتی اور بالخصوص جبکہ ایک عالم اس کے خلاف محاذ قائم کر لیتا ہے تو اس کی آسمانی فوجیں فتح و ظفر کا پرچم لہراتے ہوئے زمین پر نازل ہوتی ہیں۔ اور روحانی سفارت خانہ پر حملہ آور خواہ وہ فرد ہو یا قوم محکوم ہو یا حاکم جماعت ہو یا ملک پاش پاش ہو جاتا ہے۔

سلسلہ خلافت کیلئے سنگ میل

تاریخ عالم میں اس ابدی صداقت کی بے شمار مثالیں موجود ہیں اور افریشیائی ممالک کا تو گوشہ گوشہ شاہد ناطق ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ "ماضی" کے دھندلکوں میں تو اس کے نقوش ثبت ہیں اور "حال" کے دریچے اس سے خالی ہیں۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ اور اس کا زندہ، واضح اور ناقابلِ تردید سیدنا و امامنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ الودود بنصرہ العزیز کا مقدس وجود ہے جسے عہد حاضر میں سلسلہ خلافت کے لئے سنگ میل کی سی حیثیت حاصل ہے۔

متوازی انجمن کا قیام

حضرت مصلح موعود آج سے چوالیس برس پیشتر مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو جماعت کا ایک مغربیت زدہ اور برسر اقتدار طبقہ "انجمن" کے غیر معمولی تقدس اور "حاکمیت" علیا "کا علمبردار بن کر لاہور میں جا گزیں ہو گیا اور اپنے بڑے طمطراق سے اعلان کر دیا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی آواز گویا خدا کی آواز ہے اور اس کے رسول کی آواز ہے اور ان کے خلیفہ برحق حضرت مسیح موعود کی آواز ہے اور یہ ضرور کامیاب ہو کر رہے گا۔ اور جماعت احمدیہ کا بہترین حصہ جو اپنے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور دل میں تقویٰ اللہ اور خشیت اللہ رکھتا ہے فوراً اس مرد میدان کے ساتھ ہو جاوے گا اور آخر کار یہ شخص کامیاب ہو کر رہے گا۔" (سالانہ رپورٹ انجمن اشاعت اسلام ۱۹۱۴ء حصہ اوّل و دوم ص۱۲) انہوں نے نظام خلافت کو اقتصادی ہتھکنڈوں سے ختم کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مقابل لاہور میں ایک متوازی انجمن اشاعت اسلام بھی قائم کر لی۔ جس کے پراسرار انتظامات وہ کئی ماہ سے "پیغام صلح سوسائٹی" جیسے رجسٹرڈ ادارہ کی شکل میں پایۂ تکمیل تک پہنچا چکے تھے یہ ادارہ ایکٹ ہائے ہند ۱۸۸۲ء کے تحت خفیہ رنگ میں جولائی ۱۹۱۳ء سے معرض ظہور میں آچکا تھا۔ اور اس کے اغراض میں اشاعت اسلام، ملک میں قیام امن، تقریر و تبلیغ، اخبارات کی اشاعت اور سرمایہ انجمن کی تجارت کا فروغ وغیرہ امور شامل تھے۔ (ملاحظہ ہو ترجمہ یادداشت شراکت مع دستور العمل جماعت پیغام صلح سوسائٹی لمیٹڈ لاہور صفحہ الف) ادارہ کے ابتدائی حصہ دار (Shareholders) جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، ملک غلام محمد رئیس لاہور، سید الطاف حسین، شیخ عبد الرزاق بیرسٹر ایٹ لاء اور فضل الٰہی صاحب وغیرہ قرار پائے تھے۔

اہل پیغام میدان مقابلہ میں

غرضیکہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق اندر ہی اندر ایک جدید انجمن کی بنیاد رکھی گئی۔ اور جماعتی فضا کو سازگار بنانے اور اس کی رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے ۱۰ جولائی ۱۹۱۳ء کو اخبار "پیغام صلح" جاری کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد یہ سخت دل نہایت بے دردی سے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کا انتظار کرنے لگے کہ وہ آنکھیں بند کریں تو ان کی امیدوں کی کلی کھل جائے اور جماعتی نظم و نسق پر قبضہ کرنے کے دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہو جائیں۔ چنانچہ ادھر خدا کا وہ مقبول بندہ جس کی نورانی آنکھیں اُن کے ریشہ دوانی جال کو ابتدا ہی سے بھانپ چکی تھیں اور جس کی زبان وفات سے دو ایک سال قبل احمدیہ بلڈنگس میں ان بیعت شکن گروہ کے سبھی سربستہ رازوں کو افشاء کر چکی تھی سفر آخرت پر روانہ ہوا ادھر یہ انجمن تمام نہاد و نقیب و داعی "انجمن" کی حمایت کا دم بھرتے اور عملاً اس کو پارہ پارہ کرنے کا منصوبہ باندھتے ہوئے پوری قوت سے میدان مقابلہ میں نکل آئے۔ اور اپنی طاقت، "کثرت" اور علمی شہرت کے بل بوتے پر یہ دعویٰ کیا "تھوڑے دنوں میں یہ مردہ انجمن (یعنی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے دست مبارک سے قائم شدہ انجمن جس کا ابدی مرکز قادیان ہے۔ ناقل) جو ایک پیر کے ہاتھ میں کام کرنے کا ایک آلہ ہوگا۔ خود بخود مر جائیگی۔ لہٰذا ہم اپنے احباب کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ کسی قسم کا روپیہ قادیان نہ بھیجیں" (پیغام صلح ۱۷ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۳)

یہ تو انجمن کے متعلق ان کی تعلیاں تھیں۔ جہاں تک نظام خلافت کا تعلق ہے۔ وہ جماعت میں پوری شدت سے یہ پراپیگنڈا کر رہے تھے کہ ابھی مشکل تو م کے بیسویں حصہ نے خلیفہ تسلیم کیا ہے۔" (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۱) اور اس "بیسویں حصہ" کے متعلق بھی اُن کا دعا یہ تھا کہ "افسوس مویدین خلافت کی تعداد کہنے کو تو وہ بتر ار بتلائی جاتی ہے۔ لیکن دراصل ایسے مویدین کی تعداد جو موجودہ خلافت کے مضرات سے باخبر ہوں اس قدر کم ہے کہ جن کی تعداد چالیس مومن تو رہے ایک طرف دس کے عدد تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور وہ بھی اپنے ہی گھر کے آدمی بجز ان دو چار اصحاب کے جو ٹھیک "سخن چین بدبخت ہیزم کش است" کے مصداق ہیں اور وہ اپنی اپنی اغراض کو مدنظر رکھ کر اس وقت در پئے انتقام ہیں"۔ (پیغام صلح ۱۹ اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۳ کالم ۳)

ایک ہولناک قیامت

منکرین خلافت کے ان الفاظ ہی سے اُن درد انگیز اور سراسر ناموافق حالات و واقعات کا کسی حد تک تصور ہو سکتا ہے جن میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے جماعت کی زمام قیادت سنبھالی اور اپنوں اور بیگانوں کی شدید مزاحمت بلکہ تند و تیز طوفانوں میں مسیح پاک کے مشن کی تکمیل کے لئے سینہ سپر ہو گئے۔ جن لوگوں نے ۱۹۱۴ء کے زمانہ کو بچشم خود دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی چیرہ دستیاں کیا کیا رنگ لا رہی تھیں۔ اور جماعت کس وحشت کے عالم میں ایک ہولناک قیامت سے دوچار ہو گئی تھی۔ اور ابلیس خدائی سلسلہ کے اس انتشار پر کس طرح مسکرا رہا تھا — آج ان حالات پر تینتالیس برس گزر رہے ہیں۔ اس طویل عرصہ میں اہل پیغام نے ہر آن ایک نیا فتنہ کھڑا کیا۔ پراپیگنڈا کے بارود کی اسلحہ سے جماعت میں شگاف ڈالنے کی سازشیں کیں بیگانوں سے گٹھ جوڑ کیا۔ اتہامات اور دشنام طرازی سے عوامی سطح کے لئے زینت کا سامان مہیا کیا اور مسیح موعود کے جگر گوشہ اور دور اُفق سے طلوع کرنے والے مصلح موعود کی پیش کردہ ایک ایک تحریک پر سنگ گراں بنے مگر اس علمی اور اخلاقی جنگ میں اُن کا ایک ایک ہتھیار بیکار ثابت ہوا جس مورچے میں پناہ لی انہیں زک اُٹھانا پڑی جس طرف رُخ کیا ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اس عبرتناک انجام کی روداد بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیے مگر اوراق کی تنگ دامانی میں اس کی اجازت کہاں؟ اس لئے یہاں مجھے صرف ایک مختصر سا خاکہ پیش کرنے پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔

پانچ مخصوص امتیازات

اہل پیغام کا ابتدائی لٹریچر گواہ ہے کہ منکرین خلافت کو قادیان سے تعلق منقطع کرتے ہوئے بزعم خویش پانچ مخصوص امتیازات پر بے حد ناز تھا ——!

اول۔ انجمن کی اجارہ داری

دوم۔ ووکنگ مشن کا قیام۔

سوم۔ علمی قابلیت

چہارم۔ کثرت تعداد

پنجم۔ شہرت عامہ۔

خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ملاحظہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کو ان پانچوں میدانوں میں فتح عظیم بخشی اور اُن کے سب منصوبے دیکھتے ہی دیکھتے ہیوند خاک ہو گئے۔

چشم عبرت کا نظارہ

وہ "انجمن" کا سہارا لے کر اُٹھے اور خود بے سہارا ہو گئے۔ لیکن وہ انجمن جسے وہ چند دنوں تک مردہ ہی دیکھنے کی تمنا رکھتے تھے۔ برابر ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے اور آج اس کی شاخیں دنیا کے گوشہ گوشہ میں قائم ہیں۔ اور مولانا مودودی جیسے معاند احمدیت کو بھی اعتراف ہے کہ کروڑوں روپوں کی جائیداد پر "صدر انجمن احمدیہ ربوہ" اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف ہیں" (المنیر ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء) اور انجمن کا وہ بیت المال جس میں یہ عمر بیت کے علمبردار چند ہزار روپے چھوڑ آئے تھے لاکھوں کا بجٹ رکھتا ہے۔ مگر منکرین خلافت کی مزعومہ انجمن ایک چلتا پھرتا لاش ہے جس کو حسن محمد جیسے کنٹرولر نے ایک عرصہ تک ... [illegible]

ووکنگ مشن

پھر اہل پیغام کو جس ووکنگ مشن پر ناز تھا اس کے ٹھیکیدار دل سے مدت ہوئی یہ اعلان عام کر رکھا ہے کہ ہمارا لاہوری یا قادیانی جماعت سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ دوسری طرف حضرت مصلح موعود کے دست مبارک نے مشرق و مغرب میں تبلیغی مشنوں کا ایک وسیع سلسلہ قائم کر دیا ہے جس سے حضرت انگلستان ہی نہیں دنیا بھر کے سبھی ممالک ہنگامہ گاہ بنے ہوئے ہیں۔

علمی قابلیت کا نشانِ ہکا

بیان القرآن کے انگریزی اور ڈچ تراجم جو برسوں اہل پیغام کی علمی قابلیت کا شاہکار قرار دیئے جاتے تھے۔ آج جماعت احمدیہ کے زبردست انقلابی لٹریچر کی اشاعت سے گوشہ گمنامی میں جا رہے ہیں۔ چنانچہ جماعت اندیلاہو کے ایک سرکردہ رکن شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے جب ۱۹۵۰ء میں ووکنگ مشن میں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد واپس پاکستان آئے۔ تو انہوں نے اپنے سفر کے حالات میں ان تاثرات کا خاص طور پر اظہار کیا کہ:۔

"قادیانی جماعت کی طرف سے کوئی دو تین بجز مبلغ انگلستان روانہ ہوئے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کر کے بعد یورپ کے مختلف ممالک میں پھیل گئے۔ اس وقت مغربی دنیا میں ان کے مبلغ ہالینڈ، جرمنی، سپین اور سوئٹزرلینڈ میں کام کر رہے ہیں سب ہی پڑھے لکھے مخلص نوجوان ہیں اور سات آٹھ سال ان ممالک میں رہنے سے مغربی زبانوں سے بھی کما حقہٗ واقف ہو چکے ہیں اور ان میں تحریر و تقریر کی کافی مہارت پیدا کر چکے ہیں مخیر قادیانی جماعت کے پاس کارکنوں کی تو پہلے بھی کمی نہیں تھی۔ لیکن ان کے پاس مغربی زبانوں میں کوئی خاص لٹریچر نہیں تھا انگریزی زبان میں زیادہ تر ہمارے لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے تھے لیکن اب وہ بات نہیں رہی۔ ان کی گذشتہ دس سال کی سعی کا نتیجہ ظاہر ہو رہا ہے ڈچ جرمن اور انگریزی زبان میں ان کے پاس اچھا خاصا لٹریچر موجود ہے حال ہی میں ہیگ مشن کی طرف سے قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ مع متن شائع ہوا ہے۔ لکھائی چھپائی نفیس اور دیدہ زیب ہے ۔۔۔۔۔ اس کی اشاعت بڑے وسیع پیمانے پر کی جا رہی ہے۔ اور لائبریریوں اور اعلیٰ ڈچ عہدیداروں کو اس کے نسخے جانثار پیش کئے جا رہے ہیں ہمارا ڈچ ترجمہ مدت ہوئی نایاب ہو چکا ہے۔ اس وقت مارکیٹ میں قادیانی جماعت کا ہی ترجمہ ہے۔ جس سے ڈچ عوام قرآن سے روشناس ہو سکتے ہیں" (پیغام صلح ۱۷ جولائی ۱۹۵۷ء)

طلسماتی انقلاب

کثرت تعداد کے لحاظ سے بھی منکرین خلافت اپنی کامیابی پر پھولے نہیں سماتے تھے مگر یہ کثرت کس طرح چند ماہ کے اندر اندر قلت میں بدل گئی۔ یہ وہ دردناک حادثہ ہے جسے پیغامی اکابر قیامت تک فراموش نہیں کر سکتے البتہ یہ دلچسپ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آغاز کار میں یہ حضرات قوم کی اکثریت کا نعرہ لگا کر اٹھے تھے۔ اور اسی کو اپنی سچائی کا ثبوت بتاتے تھے۔ لیکن جب خدائی فرشتوں نے یہ طلسماتی انقلاب برپا کر دیا کہ کثرت قلت میں تبدیل ہو گئی۔ تو انہوں نے اسی "قلت" کو اپنی صداقت کا معیار قرار دینا شروع کر دیا۔ اور سند یہ پیش کی کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پر غالب آجاتی ہیں۔ لہذا ہم خدا کی جماعت ہیں۔ بالفاظ دیگر ان کے نزدیک الٰہی سلسلے کی یہ علامت ہے۔ کہ وہ پہلے اسی فیصدی ہوتا ہے۔ اور پھر "ترقی" کرتے کرتے دس فی صدی تک جا پہنچتا ہے اہل پیغام کو اپنی اقلیت کا داغ چھپانے کے لئے چابکدستی کا ایک اور مظاہرہ بھی کرنا پڑا۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف میں ایک لاکھ فوج کی بجائے پانچ ہزار سپاہی ملنے کا تذکرہ ہے ما و ہم پانچ ہزار ہیں۔ لہٰذا ہم ہی مسیح پاک علیہ السلام کی جانشین جماعت ہیں۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ پیغامی حضرات اب تک یہ بھی ثابت نہیں کر پائے کہ ان کی تعداد پانچ ہزار ہے۔ بلکہ ان کے یہاں آج تک لاہور جیسے مرکزی اور وسیع و عریض شہر میں قریباً نصف صدی تک سرگرم عمل ہونے کے باوجود آج تک یہ نوبت نہیں آئی کہ ان کے کسی سالانہ اجتماع میں احمدی اور غیر احمدی بلکہ غیر مسلموں کو ملا کر بھی سامعین کی تعداد پندرہ ہزار ہو گئی ہو۔ پس یہ تعبیر محض اپنی ناکامی اور نامرادی پر پردہ ڈالنے کی ایک ناکام سعی سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس کے مقابل دنیا نے تحریک جدید کے ذریعہ سے نہ صرف "پانچ ہزاری فوج" کا نظارہ دیکھ لیا ہے بلکہ حضرت مصلح موعود کی تازہ تنظیم "وقف جدید" کے طفیل ایک لاکھ فوج بھی مشاہدہ کرنے والی ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔ پس میرے نزدیک تنہا یہ دونوں تحریکیں ہی غیر مبائعین کی ناکامی اور حضرت مصلح موعود کی کامیابی پر فیصلہ کن دلیل ہیں اسے کاش کوئی دیدہ بینا اس کا نظارہ کرنے کی بھی توفیق پا سکے۔

"منافق مرزائی" اور "فتنہ کالم" کے خطابات

غیر مبائعین اپنی کامیابی کے لئے جس امر کو نہایت درجہ ممد سمجھتے تھے وہ شہرت عامہ تھی جو ابتداہی سے انہیں غیر از جماعت حلقوں سے ربط و ضبط کے باعث حاصل ہو رہی تھی۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین مرحوم کو اکثر دوسروں کے سٹیج پہ آنے کی دعوت دی جاتی تھی۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت سے بیگانہ محض بنکر اپنے فن خطابت کے جوہر دکھانے میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ "ندوہ" "دہلی" "کورس۔ اہ ریویو آف ریلیجنز کی معنوی راہ نمائی منسوب دینے کی سازش بھی محض اسی غرض سے کی گئی تھی کہ اس طریق سے ہم غیروں میں نفوذ کر کے شہرت حاصل کریں۔ اور در اصل اہل پیغام نے "احمدیت" کے نام سے بھی تئے نئے مسائل اختراع کئے۔ اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے احکام اور ارشادات پر خط تنسیخ کھینچا اس کا پس منظر بھی یہی تھا۔ کہ یہ اصحاب احمدیت کا ایک نیا ایڈیشن تیار کر کے دوسرے مکاتیب فکر سے کلیتہً الحاق کرنا چاہتے تھے۔ اور اسی کو اپنی کامیابی و سرفرازی کا معراج قرار دیتے تھے۔ لیکن ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

نہ صرف یہ کہ انکی یہ آرزو پوری نہیں ہو سکی۔ بلکہ الٹا غیر احمدی علماء اور عوام نے انہیں منافق مرزائی فتنہ کالم جیسے تراش کے خطابات سے نوازتے ہوئے یہ کہہ ڈالا کہ:۔

"آج کل مرزائیوں کی لاہوری پارٹی اور قادیانی جماعت کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے ۔۔۔ اس سے ہمیں راولپنڈی کے ایک جیب تراش گروہ کی کارروائی یاد آگئی۔ اس گروہ کے دو رکن بارونق بازار میں لڑ پڑتے تھے لڑائی دیکھنے کے لئے تماشائیوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ چند ہمدرد انسان آگے بڑھ کر دونوں کے درمیان حائل ہو جاتے۔ چند ایک کو پکڑ لیتے چند دوسرے کو گرفت میں لے لیتے اس ہنگامے میں لڑنے والے بیچ بچاؤ کرانے والوں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کر جاتے تھے۔ مرزائیوں کی بھی یہی حالت ہے لاہوری و قادیانی دکھاوے کی لڑائی اس لئے کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت محسوس ہو اور ان کے ایمان کی جیبوں سے صحیح الاعتقادی کا بٹوا نکال کر چل دیں ورنہ دونوں کے بنیادی اعتقاد میں کوئی فرق نہیں"

"قادیانی جس عقیدے کی تشہیر کر رہے ہیں لاہوری اس پر خفیہ طور سے عمل پیرا ہیں اصولی طور پر دونوں کا عقیدہ ایک ہے دکانیں مختلف ہیں۔ لیکن جنس ایک ہے"۔

حضرت مصلح موعود کی عالمگیر شہرت

یہ تو غیر مبائعین کی شہرت کا حال ہے۔ اس کے مقابل اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کو جو عالمگیر شہرت بخشی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے اس سلسلے میں سینکڑوں شہادتوں میں سے صرف دو ایک شہادتیں ملاحظہ ہوں۔ پہلی شہادت مشہور سکھ صحافی سردار ارجن سنگھ ایڈیٹر رنگین امرتسر کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں جبکہ میرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے یہ پیشگوئی کی تھی کہ:۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

یہ پیشگوئی بیشک حیرت پیدا کرنے والی ہے۔ ۱۹۰۱ء میں نہ میرزا البشیر الدین محمود کوئی بڑے عالم و فاضل تھے اور نہ آپ کی سیاسی قابلیت کے جوہر کھلے تھے اس وقت یہ کہنا کہ تیرا ایک بیٹا ایسا ہوگا ضرور کسی روحانی قوت کی دلیل ہے ۔۔۔۔ جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا ہے اس وقت آپ کے تین بیٹے تھے۔ آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایک فی الواقع ایسا ہوا ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے"۔

(رسالہ خلیفہ قادیان صفحہ ۔)

دوسری شہادت جالندھر کے ایک غیر احمدی مولانا سمیع اللہ خان صاحب فاروقی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"دسمبر ۱۹۰۵ء میں آپ کو اطلاع ملتی ہے کہ "میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا ۔۔۔۔۔ اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے"۔ اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اس وقت موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے انہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیت بھی نہ کی گئی تھی بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت اکثریت نے حکیم نور الدین صاحب کو خلیفہ تسلیم کر لیا جس پر مخالفین نے مولصہ پیشگوئی ۔۔ مذاق بھی اڑایا لیکن حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا البشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ حقیقت [illegible] ہے کہ آپ کے [illegible] انتخابیت نے

جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے خود مرزا صاحب کے وقت میں احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی خلیفہ نور الدین صاحب کے وقت میں بھی خاص ترقی نہ ہوئی تھی لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت قریباً دنیا کے ہر خطہ تک پہونچ گئی اور حالات یہ بتلاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد ۱۹۳۱ء کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ بحالیکہ اس عہد میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کے لئے جس قدر منظم کوششیں ہوئی ہیں پہلے کبھی نہ ہوئی تھیں"۔
(اظہار حق مطبوعہ نذیر پرنٹنگ پریس امرتسر)

فکری میدان میں غلبہ کی تین مثالیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کو نہ صرف عملی میدان میں غیر مبائعین کے مقابل پر نمایاں فتح بخشی بلکہ فکری اور نظری نقطۂ نگاہ سے بھی آپکا غلبہ ہوا اور انہیں کھلی کھلی شکست نصیب۔ اس امر کی تین مثالیں ذیل میں درج ہیں:۔

پہلی مثال۔ اس سلسلہ میں پہلی مثال خلافت کے معرکۃ الآراء مسئلہ کی ہے ۱۹۱۴ء میں جب یہ اختلاف رونما ہوا تو اکابر غیر مبائعین اس نظریہ کے داعی تھے کہ

ا۔ آیت استخلاف صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے (حقیقت اختلاف صفحہ ۲۹ از مولوی محمد علی صاحب)

ب۔ خلیفہ اور جانشین ہم معنے اور مترادف ہیں اور انجمن کا نام خود مسیح موعودؑ نے خلیفۃ المسیح رکھا ہے۔ (اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب صفحہ ۵۱ از خواجہ کمال الدین صاحب)

ج۔ جناب مرزا صاحب نبی نہ تھے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے اور خلافت نبوت کی ہوتی ہے۔ خلافت کی خلافت ایک بے معنی بات ہے۔ (رسالہ مرأۃ الاختلاف مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد)

خلاصہ یہ کہ بیعانیت کے علمبردار حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آیت استخلاف کے ماتحت کسی خلافت کے قائل نہیں تھے۔ اور اگر کوئی خلافت مسیح موعود کے بعد ان کے یہاں مسلّم تھی۔ تو وہ فقط انجمن کی خلافت تھی۔ نہ شخصی خلافت جس کے وہ اجارہ دار تھے۔ اس خود ساختہ عقیدہ کی دھجیاں ایک عرصہ ہوا بکھر چکی ہیں۔ مگر اس کے بطلان کے لئے ایک پیغامی بزرگ سید اسد اللہ شاہ مرحوم کی وہ حیرت انگیز شہادت ملاحظہ ہو جو ابھی پچھلے سال خود اہل پیغام نے شائع کی ہے ایک پیغامی صاحب سید اسد اللہ شاہ مرحوم کی یہ روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"جب حضرت مسیح موعود کی وفات ہوئی تو اس وقت قادیان سے قریب ایک گاؤں میں گرداوری کر رہا تھا۔۔۔ میں فوراً قادیان کو روانہ ہوا۔ اس وقت وہاں پہنچا جب شام ہو چکی تھی اور جماعت حضرت مولانا نور الدین صاحب کی بیعت کر چکی تھی یہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن تھا میں اس وقت حضرت صاحب کی قبر پر جانا چاہتا تھا لیکن اندھیرے اور راستے کی خرابی کے بوجہ [1] نہ جا سکا۔ خیر لات کو تہجد میں دعا کر رہا تھا تو خیال آیا کہ حضرت مولوی نور الدین کے بعد کون خلیفہ ہوگا اور آواز آئی "بشیر الدین محمود احمد" مگر وہ آتے ہی مرتدع ہو جائے گا پھر میں نے کہا کہ اس کے بعد کون ہوگا ایک نہایت سُریلی اور لمبی آواز آئی "صادق"۔

بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کا بیان ہے کہ سید اسد اللہ مرحوم کو جب یہ بتایا گیا کہ "مرتدع ہو جائے گا" تو انہوں نے دعا کی کہ بار الٰہا کس کا سالؤ دو تو نہایت سُریلی آواز آئی "صادق" اس کے بعد نہیں کچھ بتایا نہیں گیا لیکن وہ محض مرتدع کے لفظ پر ذاتی اجتہاد کر کے جماعت لاہور میں شامل ہو گئے لیکن جب اس پر تیس برس گذر گئے تو انہیں الہام ہوا "کان خلیفتنا فی الارض یقال له محمد علی هو لیلة القدر وهو مرحبكم" شاہ اسد اللہ صاحب کہتے ہیں جب یہ الہام ہوا تو میں سویا ہوا تھا اس الہام سے مجھے اس قدر تکلیف ہوئی کہ میں نے رضائی پرے پھینک دی اور میں چاہتا تھا کہ میں اپنے تن کے کپڑے بھی اتار پھینک دوں اس وقت میرا دل دھڑک رہا تھا اور میں ہانپے ہانپے کر رہا تھا"۔

(رسالہ "روح اسلام" جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۲۵-۲۶)[1]

"مرتدع" کے لغوی معنی کیا ہیں؟ الہام "خلیفتنا فی الارض" پہلے الہام کے خلاف ہے یا مطابق، رحمانی ہے یا غیر رحمانی؟ اور اگر مطابق بھی ہے اور رحمانی بھی تو شاہ صاحب کو اس پر سخت ذہنی اور روحانی کوفت کیوں ہوئی؟ ان سب امور سے قطع نظر ایک بات بالکل واضح اور نمایاں ہو گئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ کی تقدیر میں انجمن کی خلافت نہیں شخصی افراد کی خلافت ہے جس کے اولین مصداق حضرت سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ اس آسمانی شہادت کا خود اہل پیغام کے ہاتھوں طبع ہو کر شائع ہونا خدائی تصرفات سے ہے۔ اور اہل پیغام کی شکست فاش کا منہ بولتا ثبوت!

دوسری مثال۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو جن عذرات کی بناء پر مصلح موعود قرار دیئے جانے کی مخالفت کی ان میں ابتداء ہی سے ایک بڑا عذر یہ کیا گیا کہ مصلح موعود تو صدی کے سر پر آنا چاہیئے۔ پس حدیث مجدد موجودہ زمانہ میں مصلح موعود کے ظہور میں روک ہے کیونکہ یہ زمانہ کسی ایسے فساد عظیم کا نہیں جس میں کسی موعود مصلح کی بعثت ضروری ہو۔

(المصلح الموعود مؤلفہ مولوی محمد علی صاحب مطبوعہ جون ۱۹۴۶ء)

یہ تو ۱۹۴۶ء کی بات ہے لیکن ۱۹۵۱ء میں جب خود مولوی محمد علی مرحوم راہی ملک بقا ہوئے تو میاں محمد صاحب نے جو انکی وفات پر پریذیڈنٹ بنے مولوی صاحب موصوف کو بایں الفاظ خراج عقیدت پیش کیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جناب میاں محمود احمد صاحب نے اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے دو فتنوں سے احمدیت کی ساری شہرت اور نیک نامی کو نقصان پہنچایا اور حضرت مسیح موعود کی اصل پوزیشن مشتبہ ہو کے رہ گئی حضرت مولانا محمد علی اعظم مرحوم و مغفور ہی وہ مرد مجاہد ہے جو بڑے عزم سے لے کر کھڑا ہوا اور حضرت مسیح موعود کے صحیح عقائد کو دنیا کے سامنے رکھا۔۔۔۔ میرا ایمان ہے کہ جس طرح اسلامی دور میں فتنوں کو دور کرنے کے لئے ہر صدی میں مجدد آتے رہے۔ اسی طرح احمدیت کے دور میں پیدا ہونے والے فتنوں کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے مجدد حضرت مولانا محمد علی صاحب تھے"۔

(پیغام صلح ۲۶ دسمبر ۱۹۵۱ء)

ان الفاظ کا ثابت ہے کہ مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ۱۹۱۴ء میں ایک پُر فتن دور ضرور آیا۔ جس کی اصلاح و تجدید کے لئے ایک مصلح کی بہر حال ضرورت تھی۔ باقی یہ مصلح حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ الودود کی ذات ستودہ صفات تھی یا کوئی اور تو اس کا فیصلہ بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ عقائد کے بارہ میں ایک ایسی شخصیت کو ثالث قرار دیا جائے جو فریقین کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی جانشین ہو۔ اور جس کا تقدس للہیت اور تقویٰ پوری جماعت کے لئے اسوۂ حسنہ اور جس کا فیصلہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہو۔ سو یہ شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ہے جن کے متعلق اہل پیغام کو بھی مسلّم ہے کہ آپ ایک ایسی بزرگ ہستی تھے۔ جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے صدیق کے مرتبہ پر قرار دیا اور جن کے متعلق فرمایا کہ وہ مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے منور ہے اور اپنی پاک طینتی اور شان مزاجی کے منصب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور لیتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس کے لبوں پر حکمت بہتی ہے اور آسمان کے نور اس کے پاس نازل ہوتے ہیں۔ (پیغام صلح ۸ اگست ۱۹۳۶ء) اس حقیقت کے پیش نظر آیئے اب سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی طرف رجوع کریں۔ فرماتے ہیں:۔

"حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں ایک شخص اسلام کو مانتا ہے اتنے حصے میں اس کو اپنا قریبی سمجھو جس طرح یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کرنے قریبی ہو سکتے ہیں۔ ۔ ۔ اور بعد مرزا صاحب کے لئے میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ کا کرتے ہیں"۔

(بدر ۱۱ مارچ ۱۹۱۲ء صفحہ ۵)

سیدنا حضرت خلیفہ اول نے یہ پُر شوکت فیصلہ ۱۹۱۲ء میں، احمدیہ بلڈنگس میں فرمایا تھا۔ اور لطف یہ ہے کہ جب "پیغام صلح" کا اجراء ہوا تو اس کے مطابق احمدیہ بلڈنگس سے یہ علانیہ اعلان بھی کیا گیا کہ:۔

"ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی"۔

(پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

یہی نہیں حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات سے صرف ۴ ہفتے قبل "ختم نبوت" کی یہ تفسیر شائع کی گئی کہ

کیا ختم نبوت نے کمال اپنا دکھایا
امت میں ہے دریا سے نبوت کو بہایا
اس فیض کے ملنے سے ہوئے خیر امم ہم
کیا خوب ہے الٹا ہی تیرا دین کے گھر آیا

(پیغام صلح ۱۲ فروری ۱۹۱۴ء)

قارئین کا خیال ہوگا کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے وصال مبارک کے معاً بعد یہ حضرات عقیدہ بدل چکے ہوں گے مگر نہیں ایسا نہیں حضرت خلیفہ اولؓ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو اللہ کو پیارے ہوئے اور اس کے ۹ دن بعد "پیغام صلح" سے تو زجو اس

[1] نقل مطابق اصل

[1] لسان العرب میں ردع کے معنے رد کا۔ اور ادہ مزاحمت کے ہیں۔ پس "مرتدع ہو جائیگا" کا مفہوم یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے تو حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے بعد جنہیں خلافت حضرت مسیح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد کو سپرد کر دیگا مگر [illegible] آپ کو نظر انداز کر کے آپ کے راستہ میں مزاحم ہوگا ورنہ خلیفہ [illegible] ہی غلط راہ پر چلنے جانا ایک مضحکہ خیز امر ہے۔ "مرتدع" کے دوسرے معنی جو شاہ صاحب نے تجویز کئے ہیں نفسانیت سے چوکے وائے تیری ہے یا کیا کسی ثقہ کا مطلب یہ ہو کہ [illegible] کی نگاہ میں یہ انتخاب صحیح نہیں قرار نہیں دیا جائیگا۔ اور یہی تعبیر واقعات نے بعد کو صحیح ثابت کر دکھائی ہے۔

فریق کا نفس ناطقہ تھا، اپنی ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں جلی عنوان سے احباب جماعت کو نصیحت کی کہ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم ایک نبی کے سلسلہ کے ممبر ہیں۔" ان حقائق سے عیاں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے جو عقائد بیان کئے وہی صحیح عقائد تھے۔ اور پوری جماعت کا جن میں غیر مبائع اکابر بھی شامل تھے ۱۹۱۴ء تک قطعی اجماع ہو چکا تھا۔ مگر یہ عجیب طرفہ ماجرا ہے کہ بعد کو جب انجمن کی حاکمیت اعلیٰ کے متعلق سبھی ہتھیار کند ہو گئے تو وہ سرے سے مسیح موعودؑ کی نبوت ہی سے منکر ہو بیٹھے۔ آپ کا نام تک زبان سے لینا "سم قاتل" قرار دیا گیا اور پھر رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ احمدیہ بلڈنگس سے ناول "اسمہ احمد" بہ ملکہ تحسین ہے جہاں مسیح موعودؑ کو نبی، مرسل اور نجات دہندہ قرار دیئے جانے کا حلفیہ بیان شائع کیا گیا جہاں ختم نبوت کے معنے دریائے نبوت کو بند کر دینے کے کئے گئے۔ جہاں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے گزشتہ نوشتوں کے مطابق مسیح پاک علیہ السلام کا نبی ہونا ظاہر کیا۔ ایک طرف یہ اعلان کیا گیا کہ

"حضرت صاحب اندر رہے الہام وحدیث کے مخصوص علماء کی صف میں کھڑے ہیں۔"

(بیان مولوی صدر الدین صاحب پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۴۳ء)

اور دوسری طرف یہ منادی کی گئی کہ

"احمدیت کے سب سے پہلے مجدد حضرت مولانا محمد علی صاحب ہیں۔"

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

یہ وہ خطرناک فتنہ تھا جو حضرت مسیح موعود کے حقیقی منصب کو داغدار کرنے کے لئے اٹھا جس نے تحریک احمدیت کے حقیقی چہرے پر دبیز پردے ڈال دیئے اور اس کی جگہ تجدد پسندوں کے تیار کردہ مذہبی گورستہ نے لے لی۔ پس بلاشبہ جو آسمانی مرد اس نازک اور پُرخطر صورت حال کے وقت اسلام اور احمدیت کی نشاۃ ثانیہ اور غلبہ کے لئے اٹھا وہی مصلح موعود قرار دیئے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ مگر کوئی بتلائے کہ میرے پیارے آقا سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون اولوالعزم جلیل تھا جو یہ عزم لے کر اٹھا کہ:۔

"اگر سارے لوگ مسیح موعود کو چھوڑ دیں اور میں اکیلا رہ جاؤں تب بھی میں اکیلا ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی کی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔"

اور پھر اس نے عملاً اس شان سے اپنے عہد کو پورا کر دکھایا کہ آسمان کے فرشتے بھی فرط مسرت سے جھوم اٹھے!!

تیسری مثال پیغامی اکابر جماعت کی عقیدتوں کا رُخ لاہور سے مرکز مدینۃ المسیح کی طرف پھیرنے کے لئے لٹریچر پراپیگنڈا کیا کرتے تھے کہ جماعت قادیان نے "الوصیت" کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اس لئے ہم وہاں سے نکلنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ پراپیگنڈا اس کثرت اور شدت سے کیا گیا کہ گویلز کی روح بھی چلا اٹھی یہاں تک کہ جب ربع صدی میں اکابر پیغام قلم و زبان کی پوری صلاحیتیں اس پر ختم کر بیٹھے تو اس کے موجد مولوی محمد علی صاحب نے خود ہی اپنے رفقاء کے سامنے یہ اعتراف کر لیا کہ:۔

"میں وہ بات بتلانا چاہتا ہوں جو ہمارے کام میں کمزوری کی وجہ ہوئی ہے آپ شاید خیال کریں گے کہ میں بڑی بڑی وجوہات بیان کروں گا۔ نہیں وہ بات بالکل مختصر ہے ہم نے الوصیت کو تو علمی رنگ میں لے لیا اسے اپنے انتظام کی بنیاد رکھی۔ لیکن ہم نے اسکے عملی حصہ کو نظر انداز کر دیا جو ہماری موجودہ کمزوری اور سستی رفتاری کی وجہ بھی قرار دیا گیا ہے..... جماعت نے الوصیت کے عملی حصہ کو اختیار کرنے میں عملی کمزوری دکھلائی ہے اور اس کی وجہ سے خود کمزور ہو گئی۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قصور وار وہ شخص ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے گناہ کے اس احساس کے ساتھ جو کہ ایک بدترین گناہ گار کو ہو سکتا ہے۔ میں اس قصور اور کوتاہی کا اقرار کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ کمزوری میں نے دکھائی ہے۔"

(پیغام صلح ۴ رجنوری ۱۹۳۷ء)

عبرتناک انجام

منکرین خلافت کے عبرتناک انجام کا یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے جس کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ عملی اور نظری دونوں میدانوں میں منکرین خلافت کو شکست فاش ہوئی وہ خدائی سفارت خانہ کی تباہی کا خیال لے کر اُٹھے تھے۔ مگر ان کے مرکز و قبلہ مدینۃ المسیح کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ انہوں نے بابیوں، مستریوں، ورمصریوں وغیرہ کی پشت پناہی میں حضرت مصلح موعود کے خلاف قدم قدم پر سازشیں کیں، شورشیں اٹھائیں، فتنے کھڑے کئے مگر بالآخر ناکام ہوئے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ سزا اس تحریک کے قائد اعظم جناب مولوی محمد علی صاحب کو ملی۔ جن کے خلاف ان کی محترمہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں "مفسدوں نے مخالفت کا طوفان برپا کر دیا اور طرح طرح کے بیہودہ الزام لگائے یہاں تک کہا گیا اس کی کہ آپ نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے اور انجمن کا مال غصب کر لیا ہے۔"

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "ان تفکرات نے آپ کی جان لے لی۔ سب ڈاکٹر یہی کہتے تھے کہ اس غم کی وجہ سے حضرت مولوی صاحب کی جان گئی۔"

یہ سلسلہ جان دینے سے بھی ختم نہیں ہوا۔ بلکہ انکی وفات کے بعد مفسدوں کے اسی سرغنہ کو ان کا جانشین بنا لیا گیا جس کے متعلق انہوں نے میاں محمد صاحب کو ایک وصیت میں لکھ کر دیا تھا کہ

"یہ سات آدمی جو اس فتنہ کے بانی ہیں..... اور جن کا سرغنہ مولوی صدر دین ہے میرے جنازہ کو ہاتھ نہ لگائیں اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھائیں۔"

(وصیت بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب)

اور جانتے ہو کہ یہ حشر کس کی پاداش میں ہوا؟ کسی دنیوی شہنشاہ کے مقابل؟ کسی سیاسی لیڈر کے مقابل؟ کسی فوجی جرنیل کے مقابل؟ نہیں نہیں صرف اور صرف ایک ۲۵ سالہ نوجوان کے مقابل جسے یہ بڑے بڑے دماغوں والے جہاندیدہ اور رنگ خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اور نہایت حقارت سے کہتے تھے کہ:۔

"میاں صاحب کا ایک منتخب شدہ کم عمر اور کم تجربہ غیر ماموز جوان کے اکثر کے سامنے طفل مکتب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کس قطار اور شمار میں ہے۔"

(رسالہ تقریریں اور اس کا جواب)

پھر کہتے ہیں:۔

"۲۵ سالہ جوان کے ہاتھ میں قوم کی قیادت دینا خطرناک ہے۔"

(پیغام صلح ۱۱ رمئی ۱۹۳۷ء)

"وہ ایک گونہ ایک بچے کے دائمی غلام بن گئے ہیں۔"

(پیغام صلح ۱۶ راپریل ۱۹۱۴ء)

خدائی سفیر کی چوالیس سالہ آواز

اے عقل و خرد رکھنے والو! دنیا کے مشرق و مغرب کا ایک ایک گوشہ چھان مارو تمہیں خدائی تجلیوں کے اس عظیم الشان نشان کا موجودہ زمانہ میں کوئی جواب نہیں ملے گا۔ دنیوی سفارت خانوں کی عظمتوں کا تصور کرنے والو! اس آسمانی سفارت خانے کی آسمانی فوجوں کا بھی نظارہ کرو اور پھر خدائی سفیر کی وہ پر شوکت آواز بھی سنو جو آج سے چوالیس برس پیشتر اس کی مقدس زبان سے بلند ہوئی عین اس وقت بلند ہوئی جب فتنہ کی چنگاریاں شعلوں کی شکل اختیار کر کے چاروں طرف سے بڑھ رہی تھیں حضرت المصلح الموعود نے فرمایا:۔

"خلافت خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جو انسانوں کے خیالات سے اندازہ لگا کر میری بیعت میں داخل ہوا ہے۔ وہ فوراً اپنی بیعت کو واپس لے لے اور مجھے خدا پر چھوڑ دے۔ میں مشرک نہیں مجھے انسانوں کے خیالات کی پرواہ نہیں خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے کامیاب کرے گا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ماتحت کامیاب ہوں گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی پوشیدہ در پوشیدہ حکمتوں کے ماتحت جن کو میں خود نہیں سمجھتا ایک پہاڑ بنایا ہے۔ پس وہ جو مجھ سے ٹکراتا ہے اپنا سر پھوڑتا ہے...... اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں اور یہ کہ وہ میرے مخالفوں کو آہستہ آہستہ میری طرف کھینچ لائے گا یا تباہ کر دے گا۔ اور ہمیشہ میرے متبعین میرے مخالفوں پر غالب رہیں گے۔"

(القول الفصل ص۵۷)

"خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے میں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے۔ میں بلا اسباب ہوں۔ مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے۔ میں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا۔"

"کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے"

(الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

یوم التبلیغ
بتاریخ ۲۷ اپریل

جملہ جماعت ہائے ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۵۸ء کو یوم تبلیغ منایا جائے۔ اور اس روز خاص پروگرام کے ماتحت تمام احباب جماعت فریضہ تبلیغ سرانجام دیں اپنے علاقہ کے مناسب حال انگریزی، اردو، ہندی، گورمکھی لٹریچر دفتر سے منگوائیں۔ امید ہے کہ حتی الامکان جماعتیں مطبوعہ لٹریچر کا ڈاک خرچ خود برداشت کریں گی۔ البتہ جو جماعت فی الواقع اس کی استطاعت نہیں رکھتی اس کی درخواست پر دفتر اپنے ہی خرچ پر لٹریچر بھجوا دے گا۔ نیز کوشش کی جائے کہ لٹریچر فروخت بھی ہو اور اس کی قیمت امانت "نظارت دعوۃ و تبلیغ" میں جمع کرانے کے لئے قادیان بھجوائیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں احمدی جماعتوں کے جلسے

چودوارہ - ۲۰ ؍ ۵۸ کو زیر صدارت مکرم جناب شیخ پانچو صاحب جماعت احمدیہ چودوارہ نے جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم سے کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ مکرم لطیف الرحمن صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود کہ "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" پر تقریر کی۔ اور بتلایا کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی فہم و فراست کا بین ثبوت "تفسیر کبیر" ہے جس کے مطالعہ سے اشد ترین مخالفین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کے لئے آپ کی فہم و فراست نے وہ کام کیا جو بڑے بڑے خانم سے بھی نہ ہو سکا۔ حضور کی تحریک وقف جدید نے تبلیغ کا ایک اور بہت بڑا میدان کھول دیا۔ اسی طرح حضور کے بیشمار کارنامے آپ کی فہم و فراست کے ثبوت میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جو انتہائی مخالف اور ناممکن حالات میں بھی کامیابی اور کامرانی سے حضور کے ذریعہ انجام پاسکے۔ اور پیغام حق کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے میں حضور نے جس خوش اسلوبی سے پروگرام مرتب فرما کر اسلام کا علم بلند کیا کسی سے پوشیدہ نہیں پیشگوئی کہ "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" چنانچہ ہندوستان کی آزادی کے سلسلہ میں حضور نے آواز اٹھائی اور انگلستان تک پہنچائی۔ اسی طرح مختلف ممالک کے لوگ جو شیطانی جال میں پھنس کر طرح طرح کے گناہوں میں مقید تھے۔ اب حلقۂ اسلام میں داخل ہو کر آزادی حاصل کر رہے ہیں۔ اسکے بعد مکرم شمس الضحیٰ صاحب نے پیشگوئی کے الفاظ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" کے متعلق اپنی تقریر میں بتلایا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد حضور نے جبکہ آپ کی عمر بہت چھوٹی تھی جماعت کی راہنمائی کی اور پیغامی فتنہ سے بچایا۔ اس کے بعد احراریوں کی مخالفت اور ۱۹۵۳ء کے فتنہ کے واقعات اور حضور پر چاقو کے حملہ سے بچ جانا۔ اس پیشگوئی کی روشن اور نمایاں دلائل ہیں۔ اسکے بعد مکرم مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر نے اپنی تقریر میں جشن یوم مصلح موعود کی غرض و غائت بتائی۔ کہ خدا تعالے جو خالق اور مالک ہے اس نے انسانوں کی ترقی اور بہبودی کے لئے اپنے فرستادوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور ان کے ذریعہ جو پیشگوئی ہوتی ہے وہ اٹل ہوتی ہے۔ اور ہر حال پوری ہوتی ہے اور کوئی دنیاوی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ مصلح موعود والی پیشگوئی حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات میں واضح طور پر پوری ہو رہی ہے۔ حضور کی تبلیغی مساعی کے ذریعہ اقوام عالم پر فضل اور احسان ہو رہا ہے۔

شاہجہانپور - جماعت احمدیہ شاہجہانپور نے جلسہ یوم مصلح موعود زیر صدارت مکرم جناب محمد فاروق صاحب زیلیٹی منعقد کیا جس میں جماعت کے مرد۔ عورتیں اور بچے شریک ہوئے۔ قرآن پاک کی تلاوت قریشی محمد صادق صاحب بی۔ اے نے فرمائی۔ بعدہٗ مکرم محمد ساجد صاحب نے حضرت مصلح موعود کے متعلق نظم پڑھی۔ پہلی تقریر مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے کی۔ اور آخری زمانہ کے مصلح موعود کے متعلق تمام مذاہب کی کتب سابقہ میں پیشگوئی کی وضاحت کی۔ جن میں ایک ریفارمر کا وعدہ دیا ہے۔ اور کہ تمام مذاہب والے اس کے منتظر بھی تھے۔ آنے والے کے ہاں صالح اولاد کا ہونا بھی بعض کتب سے ثابت ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاں ایک صالح اور مصلح بیٹے کی پیشگوئی بھی کی۔ جو ۲۰ ؍ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع فرمائی "وہ صاحب دولت و عظمت ہوگا۔" اور "اُسے مسیحی روح دی گئی" ان الفاظ کی تشریح کی۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب نے ایک مضمون درباره مصلح موعود سنایا۔ آپ نے علامات مصلح موعود مندرجہ سبز اشتہار کو لے کر یونی حضرت امیرالمومنین المصلح الموعود کے رؤیا درباره مصلح موعود میں تطبیق دکھائی۔ اور از دیاد ایمان کی خاطر سیدنا حضرت مصلح موعود کے حلفیہ بیانات پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں پڑھ کر سنائے۔ آخر میں جناب پریذیڈنٹ صاحب نے دعا کروائی اور یہ مبارک اختتام پذیر ہوئی

جمشید پور - جماعت احمدیہ جمشید پور نے جلسہ یوم مصلح موعود ۲۰ ؍ ۵۹ کو زیر صدارت مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب منعقد کیا۔ شام کے ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد جناب محمد احمد صاحب نے ۲۰ ؍ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی بابت مصلح موعود اور اس کے لفظاً بہ لفظ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات میں پورا ہونے کی تشریح پیش کی۔ اس کے بعد مکرم سید ظہیر الحق صاحب نے ۲۰ ؍ فروری کی اہمیت بتائی۔ اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

بعدہٗ امیر مقامی مکرم مولوی عبدالحمید صاحب نے اپنی تقریر میں بتلایا کہ ہمارا خلیفہ موعود خلیفہ ہے۔ جو کہ اللہ تعالے کے حکم سے قائم کیا گیا ہے اور وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا گیا ہے جس کا ثانی موجودہ زمانہ میں کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چلہ کشی کی تشریح کی کہ ۱۸۸۶ء میں آپ خدائی منشاء کے ماتحت ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اور چلہ کشی کی۔ اور وہیں پسر موعود کی پیشگوئی بھی ہوئی۔ اس کے بعد صدارتی تقریر میں صدر موصوف نے فرمایا کہ ہمارا خلیفہ ذہین اور فہیم ہے اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا گیا ہے۔ جس کا دوسرے لوگ بھی اعتراف کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی جو لطیف تفسیر آپ نے کی ہے اس کے مقابلہ پر آج تک کوئی شخص تفسیر نہ لکھ سکا۔ اور قرآن کریم کے سمندر سے جو موتی آپ نے نکالے ہیں کوئی نہ نکال سکا۔ اور نہ نکال سکے گا۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات اور بدامنی کی خطرناک حالت میں جس ذہانت سے جماعت کو نقصان سے بچایا ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کا سایہ آپ کے سر پر ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ۱۹۵۳ء میں بھی پاکستان میں جماعت احمدیہ کے تمام دوسرے فرقہ ہائے اسلامیہ اور بعض گورنمنٹ آفیسران نے بھی آپکی مخالفت کی اور جماعت کو ختم کر دینے کے لئے مخالفوں نے منظم کوشش کی۔ حضور نے نہایت درد دل سے اللہ تعالے کے حضور دعا فرمائی۔ اور خدا تعالے کی طرف سے آپ کو تسلی دی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اور پریشان مت ہو خدا تعالے میری طرف دوڑتا ہوا چلا آرہا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مخالفین خائب و خاسر اور ناکام و نامراد رہے۔ چنانچہ یہ باتیں انسانی طاقت سے بالاتر ہیں۔ اس کے بعد اجتماعی دعا کی گئی۔ اور جلسہ سوا نو بجے برخواست ہوا۔

سونگھڑہ - ۲۰ ؍ ۵۸ کو بعد نماز مغرب جامع مسجد احمدیہ میں مصلح موعود کا جلسہ زیر صدارت جناب مولوی سید حسام الدین صاحب منعقد ہوا جس میں تمام مرد۔ عورتیں اور بچے شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید صمصام الدین صاحب نے اخبار بدر مصلح موعود نمبر سے ایک مضمون پڑھ کر سنایا اور ایک مختصر تقریر بھی مصلح موعود کی شان میں فرمائی۔ اس کے بعد مولوی سید بدرالدین صاحب نے مصلح موعود کے کارناموں پر تقریر کی۔ اور مصلح موعود کی پیشگوئی پر روشنی ڈالی تیسری تقریر مکرم سید محمد موسےٰ صاحب نے مظہر قدرت ثانی اولوالعزم مصلح موعود کے موضوع پر کی جس میں بتلایا کہ کس طرح قدرت ثانی کا ظہور ہوا اور کیسے نازک مرحلہ میں آپ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور کس طرح مخالفت کے طوفانوں کا مقابلہ کیا۔ پیغامی، احراری اور پاکستانی ایجی ٹیشن کے ایام میں کس خوش اسلوبی سے اور پارٹیشن کے وقت بھی کس فہم و فراست سے جماعت کو نقصانات سے بچا کر نہ صرف قائم اور مضبوط بنایا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی اللہ تعالے نے دی۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے مختصر سی تقریر کر کے حضور ایدہ الودود کے لئے دعا کرنے کی پُر زور اپیل کی کہ مولا کریم حضور کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور حضور کی ذات والا صفات سے اور بھی جو پیشگوئیاں وابستہ ہیں وہ بھی جلد پوری ہوتی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اس کے بعد جلسہ دعا کے بعد برخواست ہوا۔

تیماپور - جماعت احمدیہ تیماپور نے ۲۰ ؍ ۵۹ کو مسجد تیماپور میں زیر صدارت مکرم قریشی نذیر احمد صاحب منعقد کیا تلاوت قرآن پاک مکرم رحمت اللہ صاحب امام الصلوٰۃ نے فرمائی۔ نظم مکرم اسمٰعیل صاحب نے پڑھی۔ بعدہٗ مکرم محمود احمد صاحب نے "رحمت کا نشان" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ آج سے چودہ سو سال قبل آنحضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ حضرت مسیح الموعود جب دنیا میں مبعوث ہوگا تو وہ شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔

[illegible] تقریر جاری رکھتے ہوئے موصوف نے حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کی کتاب، آئینہ کمالات اور دیگر کتب میں بیان کردہ پیشگوئی پڑھ کر سنائی اور تشریح کی۔ اور اللہ تعالے نے جو حضرت مسیح موعود سے وعدہ کیا تھا کہ تجھے ایک رحمت کا نشان دیا جائے گا۔ وہ موجودہ امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی کے وجود میں نمودار ہوا۔

بعدہٗ مکرم عبدالعزیز صاحب نے "مصلح موعود کا مصداق کون ہے" پر بڑی پُر جوش تقریر کی۔ خاکہ کی تلاوت کے بعد بتلایا کہ درمیان میں کئی دعویدار حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مصداق بن کر کھڑے ہوئے اور پانی کے بلبلہ کی طرح ختم ہو گئے۔

درخواست ہائے دعا

مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے کلکتہ سے تحریر فرمایا ہے کہ ان کی اہلیہ صاحبہ ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اپریشن ہو چکا ہے صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

نیز مولوی صاحب موصوف نے اطلاع دی ہے کہ مکرم میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سابق امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ جو کلکتہ میں ویزا آفیسر تھے۔ دماغی عارضہ کے شدت اختیار کر جانیکی وجہ سے پاگل خانہ میں داخل کروا دیئے گئے ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جنوبی ہند کا تبلیغی دورہ

مکرم جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ اور سید سلیم حسن الجابی کی بنگلور میں تشریف آوری

جماعت احمدیہ بنگلور کا جلسہ سالانہ

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب فاضل امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ)

روانگی وفد از کرنول حسب پروگرام تبلیغی وفد ۲۴ فروری کی صبح ۴ بجے بذریعہ ٹرین کرنول سے بنگلور کے لئے روانہ ہؤا۔ اور اُسی دن شام کے ۷ بجے بنگلور پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر احباب جماعت نے مہمانان کرام کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور پھولوں کے ہار ارکان وفد کو پہنائے۔ بعد ازاں وفد اپنی جائے قیام دار الفضل ۵۴ ۔ البرٹ وکٹر روڈ بنگلور ۲ پہنچا۔

جلسہ بنگلور جماعت احمدیہ بنگلور نے اس تبلیغی وفد کی آمد پر دو پروگرام بنائے تھے۔ اول یہ کہ معزز مہمانان کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی جائے۔ دوسرے رات کو جلسہ کیا جائے چنانچہ ان دونوں تقاریب کا انتظام بھی ۵۴ البرٹ وکٹر روڈ پر کیا گیا۔ مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ ٹرینیڈاڈ اور مکرم سید سلیم حسن الجابی کی آمد بنگلور کی اطلاع بذریعہ اشتہار اہالیان بنگلور کردی گئی۔ اور جلسہ عام کا بھی اشتہارات اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ شہر میں اعلان کیا گیا۔

دعوت چائے حسب پروگرام شام ۵ بجے مکرم آرچرڈ صاحب و سلیم الجابی کے اعزاز میں مقامی جماعت احمدیہ کی طرف سے دعوت چائے دی گئی جس میں عمائدین شہر پروفیسر صاحبان اور سرکاری عہدیداران کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ چائے نوشی کے بعد زیر صدارت مکرم بی ایم عبد الرحیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بنگلور کارروائی شروع ہوئی۔ محترم سید سلیم الجابی نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ اور مولوی ڈاکٹر محمد امام صاحب نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں پریذیڈنٹ صاحب نے محترم آرچرڈ صاحب و سلیم الجابی کی خدمت میں جماعت کی طرف سے ایڈریس پیش کیا اور معزز مہمانوں کی آمد بنگلور پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں اھلاً و سہلاً و مرحبا کہا۔

اس ایڈریس کا جواب پہلے مسٹر آرچرڈ صاحب نے انگریزی زبان میں دیا۔ جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے قبول اسلام اور احمدیت کی وجوہات کو بیان فرمایا۔ اور دوران تقریر اسلام کی برتری کو دلائل سے دیگر مذاہب پر ثابت کیا۔ آپ کی تقریر بہت ہی مؤثر تھی۔ محترم آرچرڈ صاحب کے بعد مکرم السید سلیم الجابی نے ایڈریس کا جواب دیا۔ اور بتایا کہ وہ ملک شام کے ایک غیر احمدی معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۵ سال کی عمر میں بعد تحقیق اور دعا احمدیت کو قبول کیا۔ اور اب اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کرچکے ہیں اور آج یقین رکھتے ہیں۔ کہ اب مسلمانوں اور عالم اسلام کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ کی اتباع و اطاعت کے نتیجہ میں ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو اسلام کے زندہ کرنے کو بھیجا ہے۔ آپ کے ولولہ انگیز خطاب نے بھی حاضرین پر بہت اثر کیا۔

بعد ازاں چوہدری مبارک علی صاحب نے سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تقریب لمبی ہو گئی۔ اور ۸ بجے رات نماز مغرب و عشاء کے لئے ملتوی ہو گئی۔

جلسہ عام نمازوں اور طعام سے فارغ ہوکر ۹½ بجے شب جلسہ عام کی کارروائی کا آغاز ہؤا۔ اس جلسہ کی صدارت کے فرائض خاکسار شریف احمد امینی نے ادا کئے۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کئے۔ اور اُن غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ جو جماعت احمدیہ کے بارہ میں علماء کی طرف سے عوام میں پھیلائی جاتی ہیں۔ خاکسار کے بعد مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ شولاپور نے تقریر فرمائی کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ دلائل قرآنی اور حقائق تاریخی سے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے اسلامی خصائل کو بیان کیا۔

آپ کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے اردو میں اپنے قبولیت اسلام کے بواعث بیان فرمائے۔ آرچرڈ صاحب کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے مقامی حالات پر تبصرہ کیا۔ اور اختصار سے اُن اعتراضات کے جوابات دیئے۔ جو مقامی اخبار "آزاد" نے جماعت احمدیہ پر کئے تھے۔

بالآخر محترم سلیم الجابی صاحب نے حاضرین کو توجہ دلائی۔ کہ آجکل مختلف دنیوی یا سیاسی تحریکات دنیا میں امن قائم نہیں کر سکتیں۔ اور نہ ہی مختلف اسلامی جماعتیں اسلام کو زندہ کرسکتی ہیں یہ کام صرف خدا کی قائم کردہ جماعت جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی ہوگا۔

خاکسار نے اپنے صدارتی ریمارکس میں حاضرین کو تحریک کی۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں صحیح معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمارے دار التبلیغ میں آئیں۔ مبلغ مقامی سے تبادلۂ خیالات کریں اور جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ حق کو کھول دے۔

یہ جلسہ ۱۱½ بجے رات جاری رہا۔ اور جلسہ کی کارروائی بعد دعا اختتام پذیر ہوئی۔ جلسہ کے ختم ہونے کے بعد بعض کالج کے نوجوان ۱۲½ بجے رات تک مختلف امور پر تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔

روانگی معزز مہمانان حسب پروگرام آج صبح ۸½ بجے مکرم آرچرڈ صاحب و سلیم الجابی صاحب بذریعہ موٹر مرکرہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ آپ کے ہمراہ مولوی ابو الوفا صاحب مبلغ مالابار ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔

مجلس خدام الاحمدیہ کوٹیلہ (اڑیسہ)

کی

سالانہ کارگذاری کی رپورٹ

دوران سال میں مجلس خدام الاحمدیہ کوٹیلہ کا انیس ۱۹ دفعہ اجلاس منعقد ہوا۔ ہر اجلاس میں جملہ خدام شریک ہوتے رہے۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد خدام سے پرانے اسباق سنے گئے اور نئے اسباق دیئے جاتے رہے۔ تین چار خدام کو اڑیہ زبان میں تقریر کرنے کی مشق کروائی گئی۔ الحمد للہ دو خادم اڑیہ زبان میں اچھی طرح تقریر کیا کرتے ہیں اکثر اجلاسوں میں مبلغ علاقہ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کٹکی خدام کو ضروری ہدایت دیتے رہے۔

شعبہ خدمت خلق۔ خدام نے محتاجوں اور مساکین کو چاول۔ نقدی اور بعض دفعہ کھانے سے امداد دی۔ انفلوئنزا کے مریضوں کا مناسب علاج کیا گیا۔ اکثر مریضوں کی بیمار پرسی اور تیمارداری کی گئی۔ اور بھی دوسرے امراض میں مبتلا لوگوں کا مفت علاج کیا گیا۔ اور اُن کی تیمارداری کی گئی۔ بعض کو سودا سلف لاکر دیا گیا۔ دیہات کی صفائی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی گئی۔ راستہ صاف کیا گیا۔

شعبہ تعلیم۔ مبلغ علاقہ نے فرصت کے اوقات بخاری شریف اور کتب سلسلہ کا درس دیا۔ جس سے خدام بھی استفادہ کرتے رہے۔ بچوں کو چھوٹی چھوٹی سورتیں اور خدام کو دینی مسائل سکھا دئے جاتے رہے۔ چھوٹے بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن بھی پڑھایا جاتا رہا۔

شعبہ تربیت و اصلاح۔ الحمد للہ تمام خدام نماز کے پابند ہیں۔ بعض خدام نماز تہجد اور نماز اشراق کا التزام بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مزید نیکی کی توفیق بخشے۔ تعلیم یافتہ خدام صبح کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے دنوں میں خدام روزہ کے ساتھ ساتھ [illegible] وقت نماز تراویح میں شمولیت اختیار کرتے رہے خدام کی عام تربیت و اصلاح کے لئے مناسب وقت پر تربیتی جلسے بھی کئے جاتے رہے۔

شعبہ تبلیغ۔ دوران سال میں مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب کے ہمراہ اکثر خدام تبلیغی دورہ پر جاتے رہے۔ علاوہ ازیں خدام نے انفرادی تبلیغ میں بھی حصہ لیا۔ اور ۲۷۹ افراد کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ لٹریچر کی کمی کے باعث صرف ۲۲ عدد لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا گیا۔ تقریباً ایک صد سے زائد میل کا پیدل سفر کیا گیا تھا۔ ایک مقام پر تبلیغی جلسے کئے گئے۔ حکومت کے افسران کے علاوہ ۱۵۰ اعلےٰ تعلیم یافتہ افراد کو خصوصیت سے پیغام حق پہنچایا گیا۔

شعبہ وقار عمل۔ راستہ کی صفائی ہماستہ کی مرمت اور کنوئیں کی صفائی کی گئی۔ نمازیوں کے وضو کرنے کے لئے پانی جمع کیا گیا۔ دار التبلیغ کی چھپر بندی کی گئی۔ دار التبلیغ کی تعمیر کے لئے اینٹ بنانے کا انتظام کیا گیا۔ اینٹ پک جانے کے بعد تمام خدام نے ایک مقام پر اینٹوں کو جمع کیا۔ مسجد اور دار التبلیغ کی صفائی کی گئی۔ وقار عمل کے دن تمام خدام حاضر ہوکر دلچسپی کے ساتھ کام کرتے رہے۔

آخر میں احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غریب چھوٹی سی جماعت کو مزید خدمت کی توفیق دے آمین خاکسار شیخ عبد الستار

قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوٹیلہ۔

اڑیسہ

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے رسائل خلافت کا امتحان

بتاریخ ۲۵ مئی ۵۸ء

گذشتہ سال ماہ جولائی میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے حضورؓ کی جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء والی تقریر یعنی "خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر" کا امتحان منعقد ہوا لیکن ہندوستانی احباب کو بروقت یہ رسائل دستیاب نہ ہوسکے اس لئے وہ اس ضروری امتحان میں شرکت نہ کرسکے۔ چونکہ ان ہر دو رسائل میں بیان شدہ مسائل سے ہر فرد کا واقف و آگاہ ہونا ضروری ہے اسلئے نظارت ہذا کی طرف سے ۲۵ مئی ۵۸ء کو امتحان لیا جائے گا۔ تمام ہندوستانی احباب کو چاہیئے کہ پوری کوشش سے اس امتحان میں شریک ہوں۔

نوٹ:- ہر دو رسائل منیجر صاحب بکڈپو قادیان سے مبلغ بارہ آنہ علاوہ محصول ڈاک میں مل سکتے ہیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

اعلان نکاح • میرے بڑے بھائی مکرم برکت اللہ صاحب کا نکاح محترمہ شمیم بیگم صاحبہ بنت جناب ماسٹر محمد حسین صاحب آف ماتکو سے پانچ صد روپیہ مہر پر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۵۸ء کو ماتکو (شوپیاں) میں محترم والد صاحب (مولوی اسد اللہ صاحب فاضل) نے پڑھا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبد الحمید اللہ معصوم قادیان۔

ماہ رمضان المبارک اور صدقات!

احباب کو علم ہے کہ عنقریب رمضان کا مقدس مہینہ شروع ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے مہینے میں کثرت سے صدقہ و خیرات فرماتے تھے۔ ہمیں بھی اس مبارک مہینے میں اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم کو جذب کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کرنی چاہیئے۔ اور صدقہ کی رقوم مرکز میں بھجوانی چاہئیں۔ امید ہے مبلغین کرام اور عہدیداران اپنی اپنی جماعتوں میں سنت نبویؐ کی پیروی میں صدقہ و خیرات کے متعلق خاص طور پر تحریک کر کے عنداللہ ماجور ہونگے نیز جن احباب کے ذمہ زکوٰۃ کی رقوم واجب ہو چکی ہوں اور انہوں نے تا حال ادا نہ کی ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ فوری طور پر ان کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

سو فیصدی بجٹ
جلد پورا کیا جائے

قبل ازیں متعدد بار بذریعہ اعلان اخبار و سرکلر احباب جماعت و عہدیداران مال کو توجہ دلائی جا چکی ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے اس وقت چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔

اب موجودہ مالی سال ختم ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ رہ گیا ہے اور ابھی بہت سی جماعتوں کے ذمہ بجٹ کا کافی حصہ بقایا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اپنے ذمہ کے بقایا کی ادائیگی کی طرف فوری متوجہ ہوں۔ عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ وصولی کی کوشش کو تیز تر کرتے ہوئے آخر مالی سال تک سو فی صدی وصولی کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

خریداران تفسیر صغیر کے لئے اطلاع

دفتر ہذا کی طرف سے یہ اعلان کروایا جا چکا ہے کہ جن دوستوں کی طرف سے تفسیر صغیر کی قیمت مبلغ ۱۸/- روپیہ اور ڈاک خرچ ۲۵-۳ روپیہ کل مبلغ ۲۵-۲۱ دفتر ہذا میں پیشگی وصول ہو گئے۔ تفسیر صغیر صرف انہی کو بھجوائی جائے گی۔ اس کے مطابق جن احباب کی طرف سے ۲۵-۲۱ روپیہ وصول ہو چکے ہیں ان کو تفسیر صغیر بھجوانے کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس واضح اعلان کے باوجود بھی بعض دوست وی۔ پی بھجوانے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ لہذا ایسے احباب کی اطلاع کے لئے دوبارہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جن دوستوں کی طرف سے پوری رقم ۲۵-۲۱ وصول ہو گی تفسیر صغیر صرف ان کو ہی بھجوائی جائے گی۔

تفسیر صغیر کی رقم امانت "ت" دعوت و تبلیغ دفتر محاسب میں ارسال فرماویں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مسند احمد بن حنبل

مسند احمد بن حنبل جس کی تبویب حال ہی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد اور نگرانی کے ماتحت ہماری جماعت کے علماء نے ربوہ میں کی ہے۔ اور جس کے متعلق حضور ایدہ اللہ نے اپنی جلسہ سالانہ والی تقریر میں ذکر فرمایا تھا۔ اور الفضل میں بھی اعلان ہو رہا ہے۔ اس کا جزو اوّل شائع ہو چکا ہے جس کی قیمت ۶/۸/- ہے۔ پیکنگ اور ڈاک کا خرچ ایک روپیہ علاوہ ہوگا۔ بھارت کے جو دوست خریدنا چاہیں وہ نظارت ہذا کو تحریر فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

فدیۃ الصیام

چند روز بعد رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو رہا ہے۔ اگرچہ ہر شخص کی دل سے یہی خواہش ہوتی ہے کہ ان مبارک ایام کو روزہ سے ہی گذارے۔ لیکن جو دوست کسی شرعی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں یا عورتیں جو کسی مجبوری کی وجہ سے اس فریضہ کی انجام دہی سے معذور رہیں وہ فدیۃ الصیام کی رقم (ایک ماہ کا خرچ اکل و شرب) یہاں بھجوا دیں۔ بعض غریب درویشاں میں تقسیم کر کے روزے رکھوا دیئے جائیں گے۔

(امیر جماعت احمدیہ قادیان)

بھاگلپور میں
احمدیہ دار التبلیغ و دار المطالعہ کا افتتاح اور احباب کا تعاون

بھاگلپور ۲۳ فروری۔ مقامی جماعت احمدیہ کی طرف سے بعد نماز عصر تاتار پور بازار میں دار التبلیغ و دار المطالعہ کے افتتاح کی تقریب عمل میں آئی۔ جس میں بھاگل پور شہر اور برہ پورہ کی جماعتوں نے شرکت کی۔

مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس صدر جماعت احمدیہ بھاگلپور کی زیر صدارت تقریب کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد دار التبلیغ و دار المطالعہ کے قیام کی غرض و غایت کے موضوع پر خاکسار نے ایک تقریر کی۔ بعدہٗ رقت آمیز اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقعہ پر حاضرین کی چائے سے تواضع بھی کی گئی۔

احباب جماعت نے نماز مغرب دار التبلیغ میں ہی باجماعت ادا کی۔ جس کے بعد قریباً تین گھنٹہ تک ایک غیر احمدی نوجوان نے جماعت احمدیہ کے نظریات کے متعلق ایک تفصیلی گفتگو کی۔ اور بعض سوالات کئے جن کے جوابات خاکسار نے دیئے۔ جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ کچھ لٹریچر بھی انہیں بغرض مطالعہ دیا گیا۔

دار التبلیغ کے قیام میں مندرجہ ذیل مخلصین نے ایک سال کے لئے بتفصیل ذیل مالی وعدے کئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

۱۔ مکرم سید فضل احمد صاحب ایس۔ پی ۱۰/- روپے ماہوار
۲۔ مکرم پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ ۵/- 〃 〃
۳۔ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب اے۔ ڈی۔ ایم ۱۰/- روپیے ماہوار
۴۔ مکرم خورشید عالم صاحب (سب ڈپٹی) سال بھر میں ایک ماہ کا کرایہ یعنی ۳۰/- روپے
۵۔ مکرم احمد رضا خاں صاحب ۱/- ماہوار۔
۶۔ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب مختار صدر جماعت برہ پورہ ۲/- روپیے ماہوار۔
۷۔ مکرمہ بنت 〃 〃 〃 〃 ۱/- 〃 〃
۸۔ مکرم شیخ ناصر علی صاحب برہ پورہ ۴/- ماہوار
۹۔ مکرم ماسٹر سید صدر الدین صاحب 〃 ۲/- 〃
۱۰۔ مکرم قیوم صاحب ۱/- 〃
۱۱۔ مکرم مولوی محمد قاسم صاحب شیدا 〃 ۱/- 〃
۱۲۔ مکرم شیخ منصور علی صاحب 〃 ۴/- 〃
۱۳۔ مکرم عبد الغفور صاحب بالمقطع ۲/- روپیے

مکرم محترم مولوی منصور علی صاحب (وکیل) سیکرٹری مال جماعت احمدیہ برہ پورہ جماعت کی تیاری ترتیب و تنظیم کے لئے بہت وقت دیتے رہے۔ جزاہ اللہ۔

بالآخر سیدنا المصلح الموعود ایدہ الودود کی خدمت اقدس اور بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں درد مند دل کے ساتھ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کار خیر کے جلد ہی بہترین نتائج ظاہر فرماوے۔ اور تمام معاونین کو دینی اور دنیوی انعامات سے متمتع فرماوے اور ہر قسم کی مشکلات کو دور فرما کر انہیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کے مواقع عطا فرماوے۔ آمین۔

نوٹ:۔ دار التبلیغ کا کمرہ تیس ۳۰/- روپیہ ماہوار پر لیا گیا ہے۔ اور کل اخراجات ماہوار کا اندازہ ۵۰/- کے قریب ہے۔

طالب دعا۔ عبد الحق مبلغ جماعت احمدیہ بھاگلپور

خبریں

مالیر کوٹلہ۔ ۹/مارچ پنجاب کے وزیر آبپاشی سردار گیان سنگھ راڑیوالہ نے گذشتہ روز یہاں ہندوستان اور اردو کی موجودہ حالت پر اظہار افسوس کیا۔ یہاں پر منعقدہ (انڈو) پاک مشاعرہ کی صدارت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اردو ہند کی ایک مایہ ناز زبان ہے اس لئے ہمیں اس سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔

نئی دہلی۔ ۹/مارچ۔ روسی پارلیمانی وفد کے لیڈر مسٹر پی سوبا نوف نے جو روس کی زراعت سے متعلق اکاڈیمی کے صدر ہیں۔ آج ایک پریس کانفرنس میں سپریم سوویٹ (روسی پارلیمنٹ) کے طریق کار پر روشنی ڈالی۔ دو مخالف پارٹیوں کے سوال پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ پارٹی ایک خاص طبقہ کے نظریات کی نمائندگی کرتی ہے۔ لیکن روس میں صرف ایک پارٹی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر معاندانہ جذبات رکھنے والے طبقات موجود نہیں ہیں۔

عمان ۹/مارچ شاہ سعود نے شاہ حسین کو لکھا ہے کہ عرب اقوام کو قریب آ جانا چاہیئے تاکہ وہ عرب دنیا کے مفادات کا تحفظ کر سکیں اور ان دشمنوں سے محفوظ رہیں جو ہماری گھات میں ہیں۔ شاہ سعود نے یہ پیغام شاہ حسین کے ایک تار کے جواب میں روانہ کیا ہے۔ شاہ حسین نے یہ تار اس وقت روانہ کیا تھا۔ جب صدر ناصر نے شاہ سعود پر متحدہ عرب جمہوریہ کے خلاف سازش کا الزام لگایا تھا شاہ حسین نے اس تار میں شاہ سعود سے مکمل اظہار ہمدردی کیا تھا اور ان کے خلاف لگائے گئے الزامات کی مذمت کی تھی۔

ماسکو ۹/مارچ اب جبکہ منیلا میں سیٹو طاقتوں کی وزارتی کونسل کی کانفرنس ہو رہی ہے روس نے تجویز پیش کی ہے کہ جنوبی ایشیا کو ایسا علاقہ قرار دیا جائے جس میں ایٹمی اسلحہ نہ رکھے جائیں۔ اور جنوب مشرقی ایشیا میں اجتماعی امن کا معاہدہ کر لیا جائے۔ یہ تمام علاقہ امن کی تشکیل کریں جس میں ایٹمی اسلحہ اور راکٹ نہ رکھے جائیں یہ تجویز تاس نیوز ایجنسی کے شائع کردہ حکومت روس کے ایک بیان میں پیش کی گئی ہے۔

کلکتہ ۸/مارچ مسٹر راجگوپال اچاری نے یہاں آل انڈیا لسانی کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان ایک غیر مذہبی ریاست ہے اس لئے یہاں کی سرکاری زبان بھی غیر مذہبی ہونی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہندی کو سرکاری زبان نہ بنایا جائے۔ کیونکہ وہ جدید افکار و تصورات اور خیالات کا اظہار نہیں کر سکتی۔ انہوں نے کہا کہ انگریزی کو سرکاری زبان رکھا جائے کیونکہ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا سے انگریزی کے ذریعہ ہی رابطہ قائم رکھا جا سکتا ہے اور اسے دنیا کی اہم ترین بین الاقوامی زبان تسلیم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندی بھی اتنی ہی غیر ملکی ہے جتنی کہ انگریزی کم سے کم جنوب میں تو ایسا ہی ہے اگر انگریزی کو ہندی کے حامی غیر ملکی نہ کہتے تو ہم ہندی کو غیر ملکی نہ کہتے۔ ہندی کے حامی ہندی کی مخالفت میں کسی دلیل کو سننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ انگریزی کو غیر ملکی کہنا احمقانہ ہے۔ جب غیر ملکی امداد پر اعتراض نہیں انگریزی کی عدالتوں اور قانون ساز اداروں میں استعمال پر اعتراض نہیں تو سرکاری زبان بنانے پر کیوں اعتراض ہے زبان کے سوال پر ملک کے اتحاد کی باتیں بے معنی ہیں۔

اطلاع

جملہ خریداران بدر کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ

اخبار بدر کا آئندہ پرچہ

مسیح موعودؑ نمبر

ہوگا!

جو ۲۰/ اور ۲۷/مارچ کی دو اشاعتوں کو ملا کر ۲۳/مارچ کو منائے جا رہے "یوم مسیح موعودؑ" سے قبل ہی پوسٹ کر دیا جائے گا اسلئے ۲۰/مارچ کا پرچہ علیحدہ شائع نہیں ہوگا۔ احباب نوٹ فرما لیں۔

ادارہ کی طرف سے اس پرچہ کو اس مبارک تقریب کے شایان شان بنانے کی حتی الامکان سعی کی جا رہی ہے۔ بہت سے علمی اور روحانی مضامین پر مشتمل ہونے کے باعث تبلیغی اور تربیتی اغراض کے پیش نظر اس کا مطالعہ انشاء اللہ مفید رہے گا۔

(ادارہ)